عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۲۵ رمضان المبارک تا ۸ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۲ دسمبر تا ۴ جنوری ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۳۱/۳۲

Email: webmaster@khatme-nubuwwat.org

عید الفطر مبارکباد کے مستحق؟

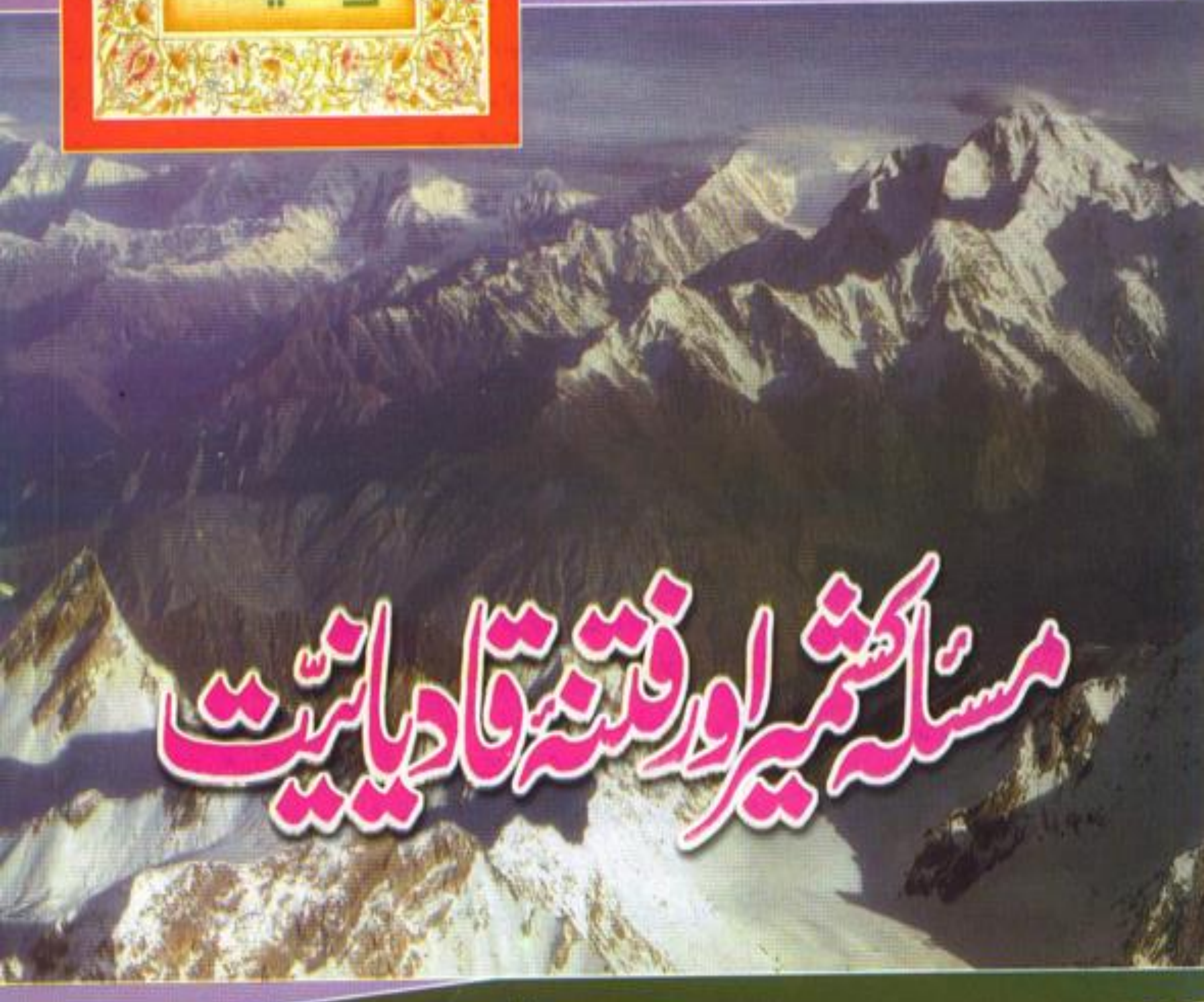

مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت

نسیما جانب بطحا گزر کن

عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری

قیمت: ۵ روپے

عیدین کی نماز

س...... نماز عیدین کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج...... نماز عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نماز عیدالفطر یا عیدالاضحی واجب مع تکبیراتِ زائد کی نیت کرتا ہوں۔

س...... نماز عید کا مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟

ج...... بغیر عذر کے عید کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔

س...... مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرہ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے جیسا کہ اس سال سعودیہ میں عید تین دن پہلے ہوئی اس لیے آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

ج...... جس ملک میں جس دن عید ہوگی اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔ جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی اور نماز فجر بھی فرض ہوگی۔

س...... بکر سعودیہ سے واپس پاکستان آیا وہاں روزہ دو دن پہلے رکھا گیا تھا اب جبکہ پاکستان میں ۲۸ روزے ہوں گے اس کے ۳۰ روزے ہو جائیں گے' اب وہ سعودیہ کے مطابق عید کرے گا یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ بکر نے سعودیہ کے مطابق روزہ رکھا جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ دو روزے جو زیادہ ہو جائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

ج...... عید تو وہ جس ملک (مثلاً پاکستان) میں موجود ہے اسی کے مطابق کرے گا' مگر چونکہ اس کے روزے پورے ہو چکے ہیں اس لیے یہاں آکر جو زائد روزے رکھے گا وہ نفلی شمار ہوں گے۔

س...... ایک آدمی پاکستان سے سعودی عرب گیا اس کے دو روزے کم ہو گئے اب وہ سعودیہ کے چاند کے مطابق عید کرے گا اور جو روزے کم ہوئے ان کو بعد میں رکھے گا یا اپنے روزے پورے کر کے سعودی عرب کی عید کے دو دن بعد پاکستان کے مطابق اپنی عید کرے گا؟

ج...... عید سعودیہ کے مطابق کرے اور جو روزے رہ گئے ہیں ان کی قضا کرے۔

س...... عید کی نماز میں اگر مقتدی کی آمد دیر میں ہوتی ہے ایسی صورت میں کہ زائد تکبیریں نکل جائیں تو مقتدی زائد تکبیریں کس طرح ادا کرے گا؟ اور اگر پوری رکعت نکل جائے تو کس طرح ادا کرے گا؟

ج...... اگر امام تکبیرات سے فارغ ہو چکا ہو' خواہ قرأت شروع کی ہو یا نہ کی ہو' بعد میں آنے والا مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد زائد تکبیریں بھی کہہ لے اور اگر امام رکوع میں جا چکا ہے اور یہ گمان ہو کہ تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے گا تو تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑے کھڑے تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر یہ خیال ہو کہ اتنے عرصہ میں امام رکوع سے اٹھ جائے گا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ اور رکوع میں رکوع کی تسبیحات کے بجائے تکبیرات کہہ لے ہاتھ اٹھائے بغیر۔ اور اگر اس کی تکبیریں پوری نہیں ہوئی تھیں امام رکوع سے اٹھ گیا تو تکبیریں چھوڑ دے امام کی پیروی کرے اور اگر رکعت نکل گئی تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے گا تو پہلے قرأت کرے پھر تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

س...... اگر عیدالفطر یا عیدالاضحی کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

ج...... اگر غلطی ایسی ہو جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور فقہا نے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

س...... عیدین کی نماز میں اگر امام نے چھ تکبیریں بھول کر اس سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہیے یا جاری رکھنی چاہیے؟

ج...... نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہو سکے کہ سجدہ سہو ہو رہا ہے۔ اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

س...... اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہو جائے گی؟ اگر ہو جائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج...... عید کا خطبہ سنت ہے اس لیے عید خلاف سنت ہوئی۔

س...... کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

ج...... یہ سنت نہیں' محض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے۔ اس کو دین کی بات سمجھنا' اور نہ کرنے والے کو لائقِ ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

س...... خطبہ عید نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے یا نماز کے بعد؟ دعا نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد کرنی چاہیے؟

ج...... عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے دعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد۔ دونوں کی گنجائش ہے آنحضرت ﷺ' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور فقہاء سے اس سلسلے میں کچھ منقول نہیں۔

(مزید مسائل جاننے کے لیے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" جلد دوم کا مطالعہ فرمائیں۔)

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۲۵ رمضان المبارک تا ۸ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۲ دسمبر تا ۳ جنوری ۲۰۰۱ء

جلد: ۱۹ — شمارہ: ۳۱'۳۲

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ... ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ نمبر ... کراچی (پاکستان) ارسال کریں

عید مبارک

عید الفطر، مبارکباد کے مستحق؟ .... (اداریہ) 4
عید الفطر۔ تفکر وانبساط اور تجدید عہد کا دن .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
رحمت عالم ﷺ محسن سرورِ ملت .... (حکیم محمد سعید دہلوی) 8
نسیما جانب بطحا گزر کن .... (اشرف رحمان) 12
عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری .... (حضرت مولانا فضل الرحمن) 14
مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت .... (جناب محمد طاہر رزاق) 18
اخبار ختم نبوت، تبصرہ کتب 23

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: اسد شاہ حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عید الفطر مبارک باد کے مستحق؟

اللہ تعالیٰ کی عنایات والطاف کا موسم بہار اور سلوک ربانی کا ماہ مقدس اختتام پذیر ہوا' اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار بندوں کی مغفرت و بخشش کے پروانے جاری کئے ہوں گے' لاکھوں فرزندان توحید عید کے روز مغفرت الٰہیہ کی خوشخبری لے کر گھروں کو لوٹے ہوں گے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ حضرات جنہوں نے اس ماہ مبارک کے آداب و فضائل کا خیال رکھا اور اس کے ایک ایک لمحہ کی قدر کی' مغفرت الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹنے کا اہتمام کیا اور دامن عصیاں کو نچوڑ کر توبہ وانابت کا غازہ استعمال کیا اور یا باغی الشر اقصر (اے گناہ کے متلاشی رک جا!) اور یا باغی الخیر اقبل (اے خیر کے متلاشی آگے بڑھ!) کا بھرپور مظاہرہ کیا اور روزہ' رمضان' تراویح' تلاوت' اعتکاف اور شب قدر اور عید کی رات جیسی مقدس عبادات سے حسب مقدور نفع اٹھایا' یہی وہ لوگ ہیں جو صحیح معنی میں عید کی خوشیوں کے مستحق ہیں کیونکہ:

لیس العید لمن لبس الجدید

ان العید لمن خاف وعید

یعنی نئے کپڑے پہن لینے کا نام عید نہیں' عید در حقیقت اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعیدوں سے ڈر گیا اور جس نے اپنی مغفرت کا سامان کر لیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے کہ ان سے کسی نے عید کے موقع پر عید کی خوشی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:

"ہماری عید تو اس دن ہوگی جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے کر جائیں گے اور اصل عید تو اس دن ہوگی جب نامہ عمل داہنے ہاتھ میں لے کر پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔"

اس کی سند کیسی ہے؟ اس کی تصدیق نہیں' مگر مضمون بہت ہی عمدہ ہے' اس لیے کہ یہاں کی کوئی خوشی' خوشی نہیں اور یہاں کا کوئی غم' غم نہیں کیونکہ یہاں کی ہر شے کو فنا اور زوال ہے' اندیشہ ہے کہ خوشی کے بعد کوئی مصیبت نہ آجائے۔ حقیقی خوشی اور عید یہ ہے کہ آدمی جہنم کی تکلیف اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے مامون ہو جائے۔ جن لوگوں نے رمضان کے لمحات کی قدر کی' قرآن کریم کی تلاوت سے اپنے اوقات کا معمور کیا' روزہ کا اہتمام کیا' تراویح کی لذت سے شاد کام ہوئے' اعتکاف کر کے بارگاہ الٰہی سے اپنی مغفرت کی بھیک مانگ لی اور افطار کے وقت اپنی اور اپنے اعزا و اقربا کے لیے دعائیں کر کے افطار کے وقت کی قبولیت دعا کے وعدہ الٰہی سے مستفید ہوئے' اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے نجات یافتہ بندوں میں شامل کر لیا۔ در حقیقت وہی لوگ عید کی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا مورد بنائے۔ (آمین)

حرماں نصیب؟

اس کے برعکس قابل صد افسوس ہیں وہ لوگ جنہوں نے رحمت و مغفرت کی موسم بہار اور جہنم کی آگ سے نجات کے اس ماہ مبارک کی ناقدری کی' اور پورے ایک ماہ تک مغفرت عامہ کی پیش کش سے مستفید نہیں ہوئے۔ گناہ کی زندگی چھوڑ کر حسنات کی راہ پر نہیں لگے اور اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی بلکہ وہ سمندر کے کنارے بیٹھ کر پیاسے کے پیاسے رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے' آنحضرت ﷺ نے اور

ختم نبوۃ

حضرت جبریل علیہ السلام نے ہلاکت وبربادی کی بددعا فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص رمضان المبارک جیسے مہینہ میں بھی اپنی مغفرت نہ کرا سکا وہ اس لائق ہے کہ ہلاک وبرباد ہو کیونکہ اس ماہ میں رحمت ومغفرت کی تحصیل اس قدر آسان اور سستی ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ اور موسم میں ممکن نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس ماہ مبارک میں انسانوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے درج ذیل اسباب وذرائع مہیا فرمائے:

...... جنات وشیاطین جو انسان کو گمراہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اور جنت سے دور کرنے اور جہنم میں لے جانے کا باعث اور سبب بنتے ہیں' ان کو قید کردیا جاتا ہے۔

...... جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔

...... جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

...... اس ماہ میں نیکی کرنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے اور گناہ کے مرتکب کے لیے ترک گناہ کے اسباب پیدا فرمائے جاتے ہیں۔

...... اعمال کا اجر وثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

...... روزہ دار کے روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے دینے کا اعلان فرماتے ہیں۔

...... اللہ تعالیٰ روزہ دار سے خصوصی قرب کا اعلان فرماتے ہیں کہ اس کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

...... روزہ دار کی افطار کے وقت دعاؤں کے قبول ہونے کی خوشخبری کا اعلان کیا جاتا ہے۔

...... قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق عطا ہوتی ہے اور قرآن سننے اور تراویح سنانے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

...... اعتکاف جو بارگاہ الٰہی میں قرب وحضور کا بہترین ذریعہ ہے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

...... لیلۃ القدر جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے میسر آتی ہے۔

...... روزانہ دس لاکھ مسلمانوں کی جہنم سے نجات اور پھر آخر رمضان میں ان سب کے برابر کی نجات کا اعلان کیا جاتا ہے۔

...... اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت فرماتے ہیں اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمالیں اس کو کبھی عذاب نہیں دیتے۔

...... اللہ تعالیٰ اس ماہ میں ملائکہ کو اپنے بندوں کے لیے دعائے مغفرت پر لگا دیتے ہیں۔

...... اس مہینہ کے لیے جنت کو سنوارا جاتا ہے تاکہ اللہ کے بندے تھک ہار کر جنت میں آکر راحت وسکون حاصل کریں۔

...... اس ماہ میں ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

...... عید کے دن عیدگاہ میں حاضر تمام مسلمانوں کی' جنھوں نے رمضان اور روزہ کا احترام کیا' مغفرت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

لہٰذا جو شخص مغفرت ورحمت کی اس صلائے عام سے مستفید نہ ہو سکے اس سے بڑا محروم نصیب کون ہوگا؟ ایسے ہی محروم نصیب کے لیے حدیث شریف میں ہلاکت وبربادی کی بددعا کی گئی ہے۔ اور فرمایا "ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرا سکا۔"

اعاذنا اللہ منہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ٥

ختمِ نبوۃ

عید الفطر تشکر و انبساط اور تجدید عہد کا دن

"اللہ رب العزت نے خوشی اور غمی کے جذبات انسانی فطرت میں رکھے ہیں اگر انسان "اندر" سے دکھ درد اور غم میں مبتلا ہو تو بے ساختہ "بیرون" میں اس کا اظہار ہو جاتا ہے' اسی طرح خوشی بھی انسانی جذبات میں سے ہے جس کا اظہار انسانی اعضاء وجوارح سے ہوتا ہے۔ اندرونی کیفیت بیرون پر بھی اثر انداز ہوتی ہے جو ایک فطری بات ہے۔ خوشی اور غمی کا تعلق کسی ایک انسان سے نہیں بلکہ تمام انسان خوشی اور غمی کے معاملہ سے دوچار ہوتے ہیں۔ خوشی اور غمی کے اجتماعی اظہار کو تہوار کہتے ہیں۔ ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں' جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے' کھاتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں' یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے' اسی لیے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں۔

قوموں کے تہوار دراصل ان کے عقائد و تصورات اور ان کی تاریخی روایات کے ترجمان اور ان کے قومی مزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں' اسی لیے اقوام ماضی میں تہوار منائے جاتے رہے ہیں۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور اس میں تمام بنی نوع انسان کے لیے دارین کی فوز و فلاح کامیابی اور کامرانی کے اصول و ضوابط موجود ہیں اس لیے اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں۔ ایک "عید الفطر" اور دوسرا "عید الاضحیٰ" بس یہی مسلمانوں کے لیے اصل مذہبی و ملی تہوار ہیں' ان کے علاوہ جو مسلمان مناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے' بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں۔

عید الفطر کا دن انسانی دنیا پر اللہ رب العزت کے انعام و اکرام کا عظیم دن ہے۔ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس دنیا میں اس حالت میں مبعوث ہوئے کہ عالم انسانیت کے لیے ایک عظیم دستور زندگی لیے ہوئے تھے تو اس وقت سرزمین عرب پر ایام جاہلیت میں کچھ مخصوص تہوار منائے جاتے تھے' جن میں جوا'

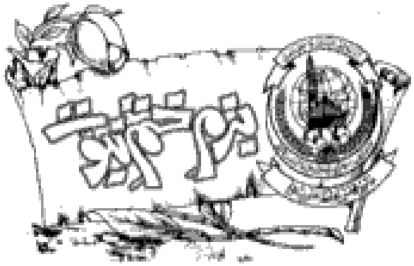

تحریر:۔ مولانا محمد اشرف کھوکھر

شراب نوشی' شعر و شاعری اور رقص و سرود کی محفلیں آراستہ و پیراستہ کی جاتی تھیں' جن میں لہو و لعب کا عروج ہوتا تھا اور یہ چیز اسلامی روح کے سراسر خلاف تھی۔ اس لیے رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متبادل عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو یوم عید قرار دیا اور لہو و لعب کے مقابلہ میں ریاضت و عبادت کو اس تہوار کے لیے مرکزی نقطہ قرار دیا۔

جب رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار مکہ کی چیرہ دستیوں سے تنگ آکر حکم خدا مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک سال گزرنے کے بعد یعنی ۲ھ میں رمضان المبارک کے روزے بھی فرض ہوئے اور عید الفطر کے ادا کرنے کا حکم بھی دیا گیا۔ رمضان المبارک کے روزوں کی اختتام پر شوال کی پہلی تاریخ کو یہ ایک روحانی جشن ہے جو رمضان کے روزوں کا حسن اختتام ہے تاکہ جو بندے ایک ماہ روحانی اور جسمانی مجاہدے میں مصروف رہے اور نفس کی خواہش سے منہ موڑ کر اپنے مالک کی اطاعت سے لگے رہے وہ "یوم تشکر وانبساط" منائیں اور اپنے رب کی عظمت و بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں شکریہ ادا کریں کہ اس نے فریضہ صیام' نماز تراویح' تلاوت قرآن اور صدقہ فطر جیسی اہم عبادات کے انجام دینے کے لیے قوت اور توانائی عطا فرمائی۔"

عید کے دن بندہ اللہ رب العزت کے سامنے اس چیز کا اظہار کرتا ہے کہ "اے پروردگار! تیری رضا و خوشنودی کی خاطر ہر طرح کی تکلیف و مشقت کو برداشت اور گوارا کر سکتا ہوں' میری خوشی اور میرا غم یارب العالمین تیری طرف سے ہے' یہی وجہ ہے کہ جب عید کے دن طلوع صبح ہوتی ہے تو یہ بندہ اپنے ہر عمل کو اللہ اور اس کے رسول آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں گزارنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔ صبح سویرے عیدگاہ جانے کی تیاری کرتا ہے وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ خوشی کا دن صرف میرے لیے ہی نہیں بلکہ اس میں تمام مسلمان شریک ہیں خواہ وہ امیر ہوں یا غریب' مفلس ہوں یا نادار' اب جب بندہ مومن افلاس زدہ لوگوں کو دیکھتا ہے کہ ان غریبوں کی عید کیسے ہوگی؟ تو فوراً رسول آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے فرمان مبارک کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ "ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے اور یہ عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔" گویا صدقہ فطر غریب اور نادار لوگوں کی خوشیوں کا سامان ہے' غربا کو عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کا اور ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کا ایک باب ہے۔

خاصہ کائنات رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کے غرباء' یتامیٰ' نادار اور اپاہجوں اور معذور لوگوں کا کس قدر خیال تھا اور اسلام کے نظام معیشت میں کس قدر غربت وافلاس کے خاتمہ کے لیے اور غریبوں' بیواؤں' یتیموں اور معذور لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونے کے لیے تعلیم دی گئی ہے۔ اس کا اندازہ صرف نظام صدقۃ الفطر ہی سے لگایا جاسکتا ہے۔ صدقۃ الفطر جہاں غریبوں کو خوشیوں میں شامل کرنے کا ذریعہ ہے وہاں اس کے ادا کرنے والوں کی لغزشوں' غلطیوں' کوتاہیوں کے ازالہ کا سبب بھی ہے۔ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے روز غسل فرماتے' مسواک کرتے' خوشبو لگاتے' نئے کپڑے زیب تن فرماتے تھے اور عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھا پی لیتے تھے اور یہی تمام امت مسلمہ کے لیے مسنون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ میں جلوہ افروز ہوتے یا بارش کی وجہ سے مسجد نبوی ﷺ میں اذان واقامت کے بغیر دو رکعت نماز میں زائد چھ تکبیریں ہوتی تھیں پڑھتے تھے۔ صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق "سورۃ قٓ" والقرآن المجید اور "اقتربت الساعۃ" نماز عید میں تلاوت فرماتے تھے ایک دوسری حدیث کے مطابق پہلی رکعت میں "سورہ اعلیٰ" یا سورہ قٓ" دوسری رکعت "سورۃ الغاشیہ" یا "سورۃ قمر" کی قرأت فرمایا کرتے تھے۔

نماز عید کی ادائیگی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے اور بصیرت افروز خطبہ دیتے' جس میں اللہ رب العزت کی حمد وثنا اور لوگوں کو نصیحتیں فرماتے اور اللہ رب العزت کی اطاعت کی تعلیم وترغیب دیتے اور بعض اہم معاملات کے فیصلے بھی عیدگاہ میں فرماتے کیونکہ "عیدالفطر" کا دن مسلمانوں کی شان وشوکت کا دن ہے۔ ایک مرتبہ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کے لیے لشکر عیدگاہ ہی میں ترتیب دیئے اور انھیں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے سوائے ایک دو مرتبہ مسجد میں نماز عید ادا کرنے کے ہمیشہ نماز عید ایک وسیع میدان میں ادا فرماتے تھے تاکہ اسلام کی شان وشوکت کا مظاہرہ بھی ہو اور اتحاد واتفاق اور اخوت ومحبت کا درس بھی ہو' یہی وجہ ہے کہ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیدگاہ جاتے ہوئے ایک راستہ اور واپس تشریف لاتے ہوئے دوسرا راستہ اختیار فرماتے تھے تاکہ ہر سمت کے لوگوں کو مسلمانوں کے جذبہ اطاعت کا علم ہو سکے۔

حکیم محمد سعید شہیدؒ

رحمتِ عالم ﷺ بحیثیت سربراہ ملت

خاصہ کائنات محبوب رب العالمین، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امیر یا ایک سربراہ ملت کی حیثیت سے بھی اسوۂ حسنہ تاقیام قیامت تمام بنی نوع انسان کے لئے روشنی کا ایک مینار ہے بلکہ ساری انسانیت کے لئے ایک آئیڈیل ہے۔ (مدیر)

سرکار دو عالم فخر موجودات سرور کونین ختم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات پاک ہر مسلمان کے لئے اسوۂ حسنہ اور نمونہ عمل ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے ہمیں ہر قدم پر ہر شعبہ زندگی میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آخری پیغمبر کی حیثیت سے تمام علمی و عملی کمالات کے جامع اور انسان کامل کا ایک نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو عقائد و عبادات ہی کی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ زندگی کے ہر میدان میں وہ حکمت آفرین ہدایات دی ہیں کہ ان پر عمل کر کے دین و دنیا کی نعمتیں حاصل کی جاسکتی ہیں اور اس کے بعد ہمیں رہنمائی کے لئے کسی جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی، بلکہ اگر دنیا اس حکیمانہ نمونہ فکر و عقل کو اپنالے تو جس اضطراب اور انتشار میں وہ آج پھنسی ہوئی ہے اس میں مبتلا نہ ہو۔

ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ایک مشفق باپ اور ایک محبت کرنے والے شوہر ہیں، اسی طرح امت کے حاکم اور سربراہ ہیں۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کو خالق کا بندہ بنانے میں ایک منفرد مثال قائم فرمائی ہے، اسی طرح خدا کے بندوں کو باہم جوڑنے، ان کے آپس کے معاملات منصفانہ بنیاد پر استوار کرنے اور ایک پاکیزہ معاشرہ قائم کر کے مستحکم نظام دنیا کو بخشنے میں جو کردار ادا کیا ہے، تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

ایک امیر یا ایک سربراہ ملت کی حیثیت سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے روشنی کا ایک مینار ہے، بلکہ ساری انسانیت کے لئے ایک آئیڈیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں بتا دیا کہ حدود کے معاملے میں بڑے اور چھوٹے کا امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"تم سے پہلی امتیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ ان میں سے جب کوئی عزت والا چوری کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دیتے تھے، قسم ہے اللہ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔"

غور فرمایا آپ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس خوبی سے نکتہ بیان فرما دیا کہ جرم اور غلطی ہر حال میں قابل سزا ہیں اور اس معاملے میں کسی امتیاز اور کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ جرم کرنے والا کوئی ہو، کسی طبقے کا فرد ہو، کسی خاندان کا رکن ہو، کیسا ہی بااثر ہو، کیسا ہی دولت مند ہو اگر قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو قانون اور انصاف کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کو انصاف اور عدل اور مساوات کی وہ بنیاد عطا کر دی کہ جو ایک مستحکم اور پرامن معاشرے کی ضامن ہے۔

تاریخ شاہد ہے اور حال بھی ایسی مثالوں سے خالی نہیں کہ بادشاہ اور مطلق العنان آمر اپنی حکومت و جبروت کا سکہ جمانے اور اپنی ہیبت دلوں میں بٹھانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں کہ ان کے سامنے آکر اچھے اچھے سرغنے کانپنے لگتے ہیں۔ اپنا رعب جمانے کے لئے یہ بادشاہ اور حکمران اپنے ارد گرد وہ اسباب اور وہ ماحول پیدا کرتے ہیں کہ جن سے دیکھنے والا لرزہ براندام ہو جائے، لیکن ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام ظاہری لوازم اور اسباب سے بے نیاز تھے۔ سارے عرب کی حکومت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں تھی، لیکن پہناوا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا "اسباب راحت تھا"۔ عظیم المرتبت حکمران اور بادشاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کے زیر نگیں تھے، لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے بے سروسامانی ہی آپ کی ہیبت اور عظمت و جلال کا ذریعہ تھی۔ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب سے لرزہ براندام ہو جاتا

ختم نبوۃ

ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کیفیت سے خوش ہونا تو کجا الٹا اسے دلاسا دیتے ہیں اور اس کے دل سے ہیبت دور کرنے کے لئے جو کچھ فرماتے ہیں وہ انسانی عظمت کا عدیم النظیر چارٹر ہے اور حریت پسندوں اور مساوات کے بڑے بڑے دعویداروں کے لئے سبق آموز۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ڈرو نہیں! میں قریش کی ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چند لفظوں میں وہ معیار شرف و مجد بیان کر دیا جو تاریخ انسانی کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ اور کسی قوم کا بڑے سے بڑا سربراہ نہ کر سکا۔ انسانی عظمت کردار میں پوشیدہ ہے، اخلاق میں مضمر ہے، علم پر منحصر ہے، خدمت میں مخفیہ ہے، عہدہ اور دولت عزو شرف کا معیار نہیں ہے۔

ایک سربراہ کے لئے دلنواز سخن ضروری ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے محبت سے کام لے، ان کو کمتر نہ سمجھے اور ان کی عزت بڑھائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معمولی سے معمولی ماتحتوں کے ساتھ برابر سے کام کرتے، ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر پر تشریف لے گئے اور سفر کے دوران ساتھیوں کو بکری بھوننے کا حکم دیا۔ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو ذبح کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں اس کا گوشت تیار کروں گا، تیسرے صاحب نے اس کو پکانے کے لئے اپنی خدمت پیش کیں۔

سربراہ امت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اور جنگل سے لکڑیاں میں لاؤں گا۔"

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جو حاضر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ٹھیک ہے، مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ میں امتیاز کے ساتھ الگ بیٹھا رہوں، اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا ہے کہ کوئی شخص اپنے رفیقوں میں ممتاز بننے کی کوشش کرے۔"

سردار ملت کی ایک ضروری خصوصیات ان کی دل سوزی اور ہمدردی بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس خلوص میں بھی بے مثال تھے۔ لوگوں کے دکھ درد کا بے حد خیال رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عذاب سے بچنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ لوگوں کی ضرورت کے وقت ان کے کام آنے کو بتایا ہے۔

مشورہ ایک سربراہ ملت کے لئے مفید ہی نہیں لازمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف مشورے کا حکم دیا ہے، بلکہ اس پر عمل بھی فرماتے تھے، خصوصاً اجتماعی معاملات مشورے کے بغیر کبھی طے نہ فرماتے۔

خطیب بغدادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ:

"میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد کوئی معاملہ ایسا پیش آجائے جس کے متعلق نہ قرآن حکیم میں کچھ اترا ہو اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی گئی ہو تو ہم کیا کریں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے عبادت گزار اور اطاعت شعار لوگوں کو جمع کرو اور اس معاملے کو مشورے کے لئے سامنے رکھ دو اور کسی ایک شخص کی رائے پر فیصلہ نہ کرو۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی یہی تھا کہ:

"شاورہم فی الامر" (آل عمران ۱۵۹)

کی پوری طرح تعمیل فرماتے اور صحابہ کرامؓ کے مشورے سے امور ملت و حکومت فیصل فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کا بھی لحاظ فرماتے تھے کہ جن لوگوں کو مسلمانوں کے معاملات اور انتظام کی باگ ڈور سونپی جائے وہ اپنے اخلاق اور اہلیت کے علاوہ عوام الناس کے اعتماد کے بھی اہل ہوں اور لوگ ان کو پسند کرتے ہوں، دوسرے الفاظ میں عوامی مقبولیت بھی پیش نظر رہتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تمہارے بہترین امام اور قائد وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تم کو چاہتے ہوں۔ تم ان کو دعائیں دیتے ہو اور وہ تم کو دعا دیتے ہوں اور تم میں بدترین رہنما وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ تم کو ناپسند کرتے ہوں اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہوں اور تم ان پر لعنت بھیجتے ہو۔"

غرض مختصراً یہی کہا جاسکتا ہے کہ تدبر، مشاورت، عدل، دل نوازی، دل سوزی، سادگی، خدمت، ہمدردی اور ہر دلعزیزی کے وہ اصول اور پیمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے ہمیں عطا کئے ہیں جو سربراہان ملت و حکومت کے لئے رہتی دنیا تک سرچشمہ ہدایت رہیں گے۔

حسن سلوک:

انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کے اعمال ہیں، اعمال ہی پر اس کی بلندی و پستی، اس کی ترقی و تنزل، اس کی مقبولیت و نامقبولیت کا دارومدار ہے۔ اعمال ہی انسان کو بام عروج پر لے جاتے ہیں اور اعمال ہی اس کو ذلت و تباہی کے گڑھے میں پہنچا دیتے ہیں۔ یہی حال اجتماعی زندگی کا ہے۔ اگر کسی قوم کے افراد کی اکثریت حسن عمل کی سرمایہ

ختم نبوۃ

دار ہوگی تو وہ قوم ترقی و عروج کی بلندیوں کو چھولے گی اور جس قوم کے افراد حسن عمل سے محروم ہوں گے وہ قوم ترقی کے بجائے تنزل کی طرف جائے گی، یہ وہ بات ہے جس کو علوم عمرانی کے ماہر بھی تسلیم کرتے ہیں اور جس کی گواہی میں تاریخ کے اوراق بھی صف باندھے کھڑے ہیں۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے جس سے زیادہ جامع اور مکمل کوئی دستور حیات، کوئی ضابطہ عمل اور نظام اخلاق آج تک پیش نہیں کیا جاسکا اور مسلمان کی حیثیت سے ہمیں یقین ہے، ہمارا ایمان ہے کہ آئندہ بھی پیش نہیں کیا جاسکے گا، اسلامی نظام عمل میں جہاں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق مکمل و مفصل ہدایات موجود ہیں اور ایک نمونہ کامل محفوظ ہے وہیں زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں اور معمولی معمولی گوشوں کو بھی ہدایات کی روشنی سے منور کردیا گیا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانے کے لئے بڑی کارآمد اور کارگر ہیں۔ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ :

"مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔" (مسلم و ترمذی)

اخلاق کا تعلق پوری زندگی اور زندگی کی تمام سرگرمیوں سے ہے، لیکن ہم اس وقت اخلاق کے صرف اس پہلو کو پیش کررہے ہیں جس کو عرف عام میں خوش اخلاقی یا خوش خلقی کہتے ہیں اور اس کا تعلق دوسروں کے ساتھ سلوک اور برتاؤ سے ہوتا ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :

"ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے احسان فرض کیا ہے ...... ذبح بھی کرو تو حسن کے ساتھ۔"

یعنی اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ آدمی جب کوئی کام کرے تو خوش اسلوبی سے کرے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری کو گرا کر اس کے چہرے پر اپنا پیر رکھے ہوئے چھری کو تیز کررہا تھا اور بکری اس کے اس عمل کو دیکھ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا یہ بکری ذبح کرنے سے پہلے نہ مر جائے گی؟ کیا تم اس کو دوہری موت دینا چاہتے ہو۔"

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین تھی حسن سلوک کے لئے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حسن سلوک کی اہمیت زندگی میں کس قدر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طرز زندگی اپنی امت کو سکھایا ہے اس میں اچھے برتاؤ اور خوش خلقی کو کتنا اہم مقام حاصل ہے۔

حسن سلوک ایسی چیز ہے جس کا اظہار ہر وقت، ہر موقع پر، ہر شخص سے ہوسکتا ہے۔ روزانہ صبح سے شام تک سینکڑوں آدمیوں سے آپ کا واسطہ پڑتا ہے، کسی سے سرسری ملاقات ہوتی ہے اور کسی سے تفصیلی گفتگو اور تبادلہ خیال ہوتا ہے، کسی سے صرف سلام دعا ہی تک بات پہنچتی ہے، لیکن اب سب میں آپ کا طرز عمل اور برتاؤ ظاہر ہوتا ہے۔ اچھا برتاؤ ہوگا تو وہ بھی نمایاں ہوگا اور اپنے اثرات چھوڑے گا، برا سلوک ہوگا تو اس کا اظہار بھی ہو کررہے گا اور اس کے نتائج بھی نمایاں ہوں گے۔ چلتے چلتے محض سلام کرنے اور مزاج پوچھنے کے انداز ہی سے مخاطب کے ساتھ آپ کے رویے اور سلوک کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ مسکراتا ہوا چہرہ حسن اخلاق کا بہترین مظہر ہے۔ کسی کو دیکھ کر آپ کے چہرے پر بشاشت کا آجانا اس پر آپ کی توجہ اور اس سے آپ کے تعلق خاطر کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اور یہ حسن سلوک ہے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ان کے ملنے سے آپ کو خوشی ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :

"اپنے بھائی کے لئے مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔"

بتائیے انسانیت کا اس سے زیادہ پاس کس کو ہوگا اور انسانی نفسیات کا لحاظ اس سے زیادہ کس مصلح، کس رہنما نے رکھا ہوگا۔ باہم اخوت و محبت اور یگانگت کے ایسے نکتے آپ کو کہاں ملیں گے؟ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں زندگی میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور اکثر دور رس نتائج پیدا کرتی ہیں۔ تعلقات بنانے اور بگاڑنے، رشتوں کو توڑنے اور جوڑنے میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا بڑا دخل ہوتا ہے، بلکہ اکثر اہم باتوں کے مقابلے میں چھوٹی باتیں ہی انسانی تعلقات پر زیادہ اثرانداز ہوتی ہیں۔ حسن سلوک انسان کو وہ طاقت اور وہ کشش عطا کرتا ہے جس سے وہ دلوں کو مسخر کرلیتا ہے اور انسان کی سچی خدمت انجام دیتا ہے۔ ایک میٹھا بول بعض وقت مایوس و دل شکستہ انسان کو ولولہ تازہ عطا کرتا ہے۔ ہمت افزائی کا ایک جملہ حوصلوں کو بلند اور عزائم کو جوان کردیتا ہے۔ یہ سب حسن سلوک کے کرشمے ہیں۔ بڑے سے بڑا آدمی اگر اس نعمت سے محروم ہے تو سمجھئے کہ وہ انسانیت کے حقیقی جوہر سے محروم ہے اور سچی خوشی اس کے پاس بھی نہیں پھٹکے گی۔

انسان جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی اس کا طرز عمل اور برتاؤ شائستہ اور شریفانہ ہوگا، بڑائی کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ حسن سلوک کی دولت سے مالا مال ہوں۔ انسانی تمدن کی یہ خصوصیت ہے کہ بڑے اور چھوٹے ایک دوسرے کے محتاج ہیں، بڑوں کو چھوٹوں کا تعاون درکار ہے اور چھوٹوں کو بڑوں کی مدد مطلوب ہوتی ہے۔ تمدن کی گاڑی دونوں پہیوں

سے چلتی ہے، اس طرح انسان کو اپنے معاشرے کے مختلف افراد سے ملنا جلنا اور ان کے درمیان رہنا پڑتا ہے، پڑوسی کی مثال لیجئے، آپ کتنے ہی امیر ہوں اور آپ کا پڑوسی کتنا ہی غریب اور بے سہارا ہو، بہر حال وہ آپ کے قریب ہے، آپ کو اس کی خوشی اور اس کو آپ کی تکلیف کا سب سے پہلے علم ہو گا اور آپ ایک دوسرے کے رنج و راحت میں سب سے پہلے شریک ہو سکتے ہیں، اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو آپ اچھے پڑوسی نہیں ہیں اور اچھے پڑوسی نہیں تو اچھے انسان بھی نہیں ہو سکتے۔ آپ کے حسن سلوک کا سب سے پہلا مستحق آپ کا پڑوسی ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکتے کو کس خوبی سے بیان فرمایا ہے:

"اگر تیرے ہمسائے تجھے اچھا کہتے ہیں تو تو واقعی اچھا ہے، اگر تیرے بارے میں تیرے ہمسائے کی رائے خراب ہے تو تو ایک برا آدمی ہے۔" (بخاری شریف)

اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن کا ہر کام اس طرح ہو کہ اس سے معلوم ہو کہ یہ مومن کا کام ہے اور مومن و غیر مومن کا فرق ظاہر ہو۔ حتیٰ کہ اگر ایک مومن کسی کے گھر پر جا کر دروازہ کھٹکھٹائے تو اس عمل سے بھی اندازہ ہو جائے کہ یہ ایک ایسا فرد ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اپنے ہر عمل میں اس کے احکام کا خیال رکھتا ہے۔ ایک مومن کا ہر عمل اس کے ایمان کا مظہر اور عکس ہوتا ہے اور ایک کافر کا عمل اس کے کفر کا آئینہ، دین کا فرق اور طرز زندگی کا فرق انسانوں کے کردار، برتاؤ اور اخلاق میں منعکس ہوتا ہے۔ مومن کا ہر عمل اس کے ایمان کی شہادت دیتا ہے، طرز حیات اور طریق عمل سے انسانوں اور انسانوں کے درمیان ایک واضح خط امتیاز کھینچ جاتا ہے۔

☆☆..............☆☆

فون: 745573
عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
ایڈریس: شاپ نمبر: N - 91 صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی

ط
جبار کارپٹس
مساجد کے لئے خاص رعایت
ڈیلرز: ☆زینت کارپٹ، ☆مون لائٹ کارپٹ، ☆نیر کارپٹ،
☆ثمر کارپٹ، ☆ وینس کارپٹ، ☆ اولمپیا کارپٹ
پتہ: این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ختم نبوۃ

بشریٰ رحمان

نسیما جانب بطحا گزر کن

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے موقع پر جذب و عشق میں ڈوبی ہوئی ایمان پرور اور روح افروز کیفیات و احساسات کا اظہار۔ ایک منتخب تحریر ملاحظہ فرمائیں (مدیر)

ہر راہرو کو ایمان کے اجالے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ یقین کی آگ پلو میں باندھ کے سفر کو نکلتے ہیں' اپنے ہی پیرہن سے دھواں اٹھ رہا ہو تو قدموں میں تیزی آجاتی ہے۔

میں جب سے جہاز میں بیٹھی ہوں' ہر سوال کے جواب میں یہی ایک مصرعہ گونج رہا ہے۔ میرا دل دو قسم کے جذبات سے لبریز ہے۔ کم مائیگی اور تشکر۔ جب ان کی رحمتوں کا جمال ذہن میں آتا ہے تو کم مائیگی کے پسینے میں تربتر ہو جاتی ہوں اور جب اللہ کا کرم خیال میں آتا ہے تو زندگی کا ہر احساس سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔

وہ سرزمین جس کے نام پر میری دھڑکنیں تیز ہو جاتی تھیں' وہ نورانی گلیاں جن میں اپنی پلکوں سے جھاڑو لگانے کی آرزو تھی' وہ معطر اور منقش ستون جنہیں تصویروں میں دیکھ کر ہی احساس' سجدہ ریز ہو جاتا تھا۔ وہ گنبد خضریٰ جس میں سے نور کی کرنیں پھوٹ کر ساری کائنات کو منور کرتی ہیں' اللہ اللہ وہ سب مقدس مقامات میں اپنی گناہگار آنکھوں سے دیکھوں گی؟

یہ شوق کا عالم میری گرفت میں نہیں آتا کبھی تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی "باؤلی بھکارن" کی طرح میں جھولی بھر خیرات پاکر گریبان تار تار کرلوں گی۔ شوق کی دھجیاں بکھیر دوں گی اور بالآخر آنسوؤں کی جھڑی لگ جائے گی اور کبھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ دم سادھے بیٹھی بیٹھی ساکت ہو جاؤں گی مگر دم سادھے تو میں کافی دیر سے بیٹھی ہوں۔ کیا مجھے مقدر کی رسائی' حضوری اور باریابی کا اعتبار نہیں آرہا؟

یہی کچھ تو میں نے مانگا تھا۔ اتنا ہی چاہا تھا' اتنی ہی خیرات مانگی تھی۔ ظرف کی بات ہے۔ ظرف چھوٹا ہو تو آدمی کم مانگتا ہے۔

وہ خوبصورت دل نواز شام آگئی ہے۔ یہ جہاز مدینہ منورہ کی طرف لیے جاتا ہے۔ سفر طویل نہیں ہے مگر شوق نے آگ لگا رکھی ہے۔

بھکارن کا دل تسبیح کے دانوں کی طرح ہل رہا ہے۔

دھیرے دھیرے روشنیوں کی زمین پر قدم رکھ رہی ہے۔ مسجد کے چمکیلے میناروں کو نظر اٹھا کر سلام کیا تو ان کا جلال اور جمال رگ جاں میں اترتا چلا گیا۔ ایسا نورانی بسیرا' بولتی' مسکراتی مسجد' مسجد نبوی ﷺ کے گنبد دیکھتے ہی کوئی دعا مانگنا تھی۔ کوئی آہ دل سے نکالنا تھی' لیکن اتنی خوبصورت رات کی جھولی میں سر رکھ کر بھکارن پھر ریزہ ریزہ ہونے لگی۔ گم صم ہو گئی۔

جب کسی بڑی محترم اور عزیز' ہستی سے ملنے جاتے ہیں تو کوئی تحفہ لے کے جاتے ہیں۔ کوئی ہدیہ جذبات کا آئینہ بنا کے پیش کرتے ہیں۔

"کیا تیرے پاس اس گھڑی کچھ ہے؟ گزری عمر کے صندوقچے میں ذرا ہاتھ ڈال کے ٹٹول۔ کیا کوئی شے بچ گئی ہے جس پر گناہ کی گرد نہ پڑی ہو۔ آنکھ' کان' ناک' زبان' دل' احساس سب داغ داغ۔ سب میلے کچیلے' میلے دامن میں تو عقیدت کے پھول بھی بھلے نہیں لگتے۔ یوں کر' آج اپنے تن کے ٹکڑے بنا' ان پر آنسوؤں کا عرق ڈال' صلی اللہ علیہ وسلم کا ورد کر اور پھر انہیں یہاں چوک میں' جہاں تو کھڑی ہے بچھا دے۔"

ایسے یاور نصیب ہیں کہ آج در حضور ﷺ پر آپہنچی۔ اس کی نگاہ سامنے گنبد خضریٰ پر گئی تو پلٹ کر نہیں آئی۔ اسی پر قربان ہو گئی۔

کیا مانگنا تھا۔۔۔۔۔؟ ہوش نہیں رہا۔۔۔۔۔ اور جب عمر بھر بن مانگے ملا تو آج کیسے اظہار تشکر کیا جائے۔۔۔۔!

اللہ اللہ! ایک تو اجالوں میں گندھی ہوئی مسجد' اس پر قمقموں اور فانوسوں کی بے تابیاں۔۔۔۔۔

بھکارن اپنی پلکوں سے سجدے کرتی باب نسواں سے مسجد میں داخل ہوئی۔ قطار اندر قطار ستون اور سجدہ ریز خلق۔۔۔۔ اس سمت عورتیں ہی عورتیں ہیں۔ ملفوف عورتیں' نقاب پوش عورتیں' ضعیف و ناتواں' جواں اور بچیاں۔۔۔۔

یہ تیرے حبیب ﷺ کا گھر ہے۔

پیاروں کے گھر بھی پیارے ہوتے ہیں۔

یہاں خلقت ہے' خلقت سجدہ ریز ہے۔

یہاں تو شہنشاہ بھی گدا بن کر آتے ہیں' رات پر صبح کا گمان ہوتا ہے۔

یہ مقام فہم و ادراک کی ہر منزل سے اونچا ہوتا ہے۔

ختم نبوۃ

حاضری لگوانی ہے اور تن کا پنجرا تھر تھر کانپ رہا ہے۔ نافرمانیوں کی فہرست لمبی ہے۔

اے عظیم میزبان! آپ ﷺ کی میزبانی کے صدقے' دل کو تسلی سی کیوں ہے شرمساری کے جلو میں آس کا دیا جل رہا ہے اور اضطراب کے پس پردہ سکون کی ہوا چل رہی ہے۔

دائیں ہاتھ کو منبر ہے اور ریاض الجنتہ ......

قدم قدم پر فانوس سجدہ ریز ہیں۔ روشنیوں کی زمین پر سب چاند سورج ستارے دست بستہ کھڑے ہیں۔ درمیان میں بے شمار ستون ہیں جن کے سلسلے سیدھے جنت سے جا ملتے ہیں۔ دن یا رات کی کسی گھڑی میں ایک پل کے لیے یہ جگہ خالی نہیں ہوتی۔ مستانے اور دیوانے یہاں دھونی رمائے رہتے ہیں' سر جھکائے رہتے ہیں۔ اللہ' اللہ کی بازگشت فضا کو گرمائے رہتی ہے۔ یہی اصل سجدہ گاہ ہے' یہاں کا ایک سجدہ ہزاروں سجدوں پر بھاری ہوتا ہے۔

میں اسی ایک سجدے کی تڑپ لیے تین دن سے بکھری بکھری پھر رہی ہوں۔ کیونکہ اب عورتوں کو اس طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔

یوں اپنے دل ناصبور کو تسلیاں دیتی ہیں۔ شب کے پچھلے پہر اندر آگئی ہوں۔

میں نے اپنے آپ کو ایک تنکا بنایا ہے اور جذبات کی تیز آندھی کی زد پر اڑ کر اندر آگئی ہوں۔

ستونوں کے قریب سفید پوشوں کا اب بھی ہجوم ہے۔ کسی اور ہی دنیا کا گمان ہو رہا ہے۔

خاموشی روشنی کی پھوار بنتی جا رہی ہے۔

اور رات کا سحر میری دھڑکن کے قریب آکر ٹھہر گیا ہے۔ میرے خدا! میں نے اتنی خوبصورت اور مکمل رات کبھی اپنی زندگی میں بھی نہیں دیکھی' اس پہ تو زندگی کے سارے دن نچھاور کر سکتی ہوں۔

ایک احساس دل کے قریب آگیا ہے۔ ایک لہر سی جاگی ہے...... یہ کیسی لہر ہے جو آنسوؤں کی بوچھاڑ ساتھ لاتی ہے۔ کم تری کا احساس نظر نہیں اٹھانے دیتا۔

وہ سجدے جو دنیا کی لہو و لعب میں کھو جاتے ہیں' وہ یہاں آکر مل جاتے ہیں۔ آج شب ان سجدوں کو سمیٹ لو...... آج شب پیشانی فرش پر رہنے دو۔ آج ان سجدوں کا قرض اتار دو...... آج بندگی کرو...... جس طرح بندے کو زیب دیتی ہے اور ان بکھرے ہوئے سجدوں کو اپنی زندگی میں شامل کر لو......

میں نے ندامت سے تھرا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے تو دل کی آنکھ سے لہو پھوٹنے لگا' ٹھنڈی ہوا کا ایک معطر جھونکا آیا جو سیدھا عرق ندامت سے ٹکرایا۔

"آنسو...... صرف آنسو...... اور کوئی پانی نہیں...... دل کی کشید سے جو پانی نکلتا ہے' وہ پاپ کے داغ بھی دھوتا ہے۔"

نمازی نماز ادا کر کے باہر نکل گئے۔ کچھ تلاوت کلام پاک کر رہے ہیں۔ بعضوں کو حال دل زار سنانا ہے' پھر اندر جانا ہے۔ روضہ عالی پر سلام عرض کرنا ہے۔ سبز جالیوں کو چومنا ہے' اجالوں کی راہ گزر سے گزرنا ہے۔ جنت کی حویلی دیکھنا ہے۔

ایک گھونٹ پینا ہے۔

ایک گھونٹ پینا ہے۔

بھکارن اپنے دل کو دونوں ہاتھوں سے تھامے کھڑی ہے۔ شوق اندر کو کھینچ رہا ہے...... بار عصیاں سے قدم لڑکھڑائے جاتے ہیں' ہاتھ بیتاب ہیں۔ جالیوں کو چھونے کے لیے نگاہ فرش بننے کو مچل رہی ہے۔

جس طفل نے سارا سال ایک لفظ نہ پڑھا ہو' وہ کمرہ امتحان میں جاتے ہوئے ڈرتا ہے۔ اگر نافرمانیوں کی فہرست طویل ہو تو مہربان آقا کے قدم کیسے چھوئیں؟

آنکھ موتی لٹا رہی ہے۔ دل بھی دھمکا رہا ہے کہ کیسے جائے گی؟ کیا منہ لے کے جائے گی......؟ کس مان پہ جائے گی......؟ یہ میلا کچیلا دل' یہ جھکی جھکی نگاہ' یہ داغ داغ پیشانی' چنری میں اتنے پیوند! اپنا برتن دیکھ کس قدر گندہ ہے۔ کیا اس میں دودھ ڈالے گی؟

شوق تسلی دیتا ہے۔

وہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گاروں کے شافعی ہیں۔

وہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ کاروں کے حاذق ہیں' وہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے پاسبان ہیں۔ وہ صلی اللہ علیہ وسلم منبع جود و سخا ہیں۔ ان کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ وہ ہر آنے والے کے لیے شفاعت کی دعا کرتے ہیں۔

چلو عاصیہ! مغفرت ڈھونڈتی ہے

جہاز میں بیٹھتے ہی بھکارن نے چپ کی نقل اوڑھ لی۔ بھکارن کی یہ بری عادت ہے' جب جنون اور خرد میں جنگ ہو رہی ہو تو وہ چپ کی وادیوں میں دور تک نکل جاتی ہے۔ آج کا دن خوبصورت بھی تھا اور قیامت خیز بھی۔

آج مدینہ منورہ کو الوداع کہنا تھا۔

آنے والوں کو تو جانا ہوتا ہے۔ اتنی لمبی زندگی اور اتنا کم پڑاؤ......

اس زمین سے جانے کا بڑا قلق ہے

خدا کے لیے کوئی بڑھ کر مجھے روک لو

اے مصفا مسلخ ستونو! میرے گرد زنجیر بنا دو نا!

اے نمازیوں' تہجد گزاروں کی جاگتی ہوئی صفو! مجھے اپنے بندی میں لپیٹ لو نا؟

اے چھت کے خوش نما گل بوٹو! مجھے اپنا ہم رنگ کر لو نا؟

سبز گنبد کے آس پاس چاند تارے کی طرح جگمگاتے فانوسوں! میرا تن من پھونک دو نا؟

وہ دیکھو! وہ دل گرفتہ جا رہی ہے' اپنی جھولی کو زور سے پکڑے ہوئے۔ یہ تو خالی دامن لائی تھی' اب اس کی جھولی اتنی بوجھل کیوں ہے؟ دیکھو...... اس کی جھولی کا بھرم نہ کھولنا۔ ہر شخص کو اس کے ظرف کے مطابق خیرات ملتی ہے۔

پائلٹ نے خوش آمدید کہا ہے...... جہاز حرکت میں آگیا ہے۔

الوداع اے نوری قبا میں ملبوس مینارو!

الوداع اے سبز پوش گنبد خضری......

الوداع اے کشادہ ظرف دروازو......

الوداع اے مدینے کے خوش نصیب لوگو!

الوداع اے معطر ہواؤ' منور فضاؤ

چشم کرم سے دور اب ہم سے رہا نہ جائے گا۔

ختم نبوۃ

عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری

حضرت مولانا فضل الرحمٰن

حضرات علمائے کرام' بزرگان محترم' میرے دوستوں اور بھائیو! میرے لیے نہایت سعادت کی بات ہے کہ اس مبارک اجتماع میں مجھے بھی شریک ہونے کے قابل سمجھا گیا۔ اللہ رب العالمین اس اجتماع کو قبول فرمائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اللہ توفیق مزید عطا فرمائے کہ عقیدہ ختم نبوت کے لیے وہ تیز تر کام کر سکے اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب کر سکے۔ یہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان علمائے کرام کے ساتھ نسبت عطا کی ہے اور ہماری زندگی کو ان علماء کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ یہی سب سے بڑی بات ہے کہ کم از کم میں ان اعزازات اور خطابات سے جو آپ مجھے اسٹیج سے عطا فرما رہے ہیں اس سے کسی بھی خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں آپ کا خادم ہوں اور خادم کی حیثیت سے رہنا چاہتا ہوں اور جو خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا کریں اس کو اپنے لیے بہت بڑا ذخیرہ سمجھتا ہوں اللہ قبول فرمائے۔

میرے محترم دوستو! جناب رسول اللہ ﷺ جس معاشرے میں مبعوث ہوئے وہ ایک قبائلی معاشرہ تھا' کوئی قانون اور ضابطہ لوگوں کے پاس نہ تھا۔ جہالت کی تاریکی ہر سمت پھیلی ہوئی تھی اور اس وقت طاقت کا معیار یہ ہوتا تھا کہ جس خاندان یا جس قبیلے کے جوان زیادہ ہوتے تھے اور جس کے پاس جوانوں کی افرادی قوت ہوا کرتی تھی تو یہ اس قبیلے اور اس خاندان کی طاقت کا معیار تصور کیا جاتا تھا۔ چنانچہ کافر سرداروں نے اپنی قوموں اور اپنے قبیلوں کو اور اس معاشرے کے لوگوں کو اسی بات پر اطمینان دلانے کی کوشش کی کہ حضرت محمد ﷺ کی نرینہ اولاد جوان تو ہوئی نہیں جو ان کی پشت پناہی کرے۔ ان کے مشن کو تقویت دے سکے اور جس آدمی کو اپنی افرادی قوت نہ ہو اپنی اولاد نہ ہو' ان کی باتیں ان کی حیات تک ہیں اس کے آگے اس کی کوئی حیثیت نہیں آپ فکر نہ کریں۔ یہ شخصیت اگر دنیا سے چلی جائے گی تو معاملہ ختم ہو جائے گا۔ فکر کی کوئی بات نہیں' اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں وکافروں کے اس خیال کو دور کر دیا کہ کسی عقیدے کسی نظریہ اور کسی فکر کی بقاء کا سبب اپنا نسب نہیں اپنا قبیلہ نہیں کسی عقیدہ اور کسی فکر کا سبب خونی رشتہ نہیں۔

"ماکان محمد اباا حدمن رجالکم"

(حضرت محمد ﷺ تم میں سے بالغ مردوں کے باپ نہیں ہیں۔)

"ولکن رسول اللہ" خونی رشتہ کے حوالے سے وہ آپ لوگوں کے باپ نہیں لیکن روحانی رشتہ کے حوالے سے تو آپ کے باپ ہیں اور وہ روحانی باپ ہیں لیکن ان کا حق اپنی روحانی اولاد پر خونی رشتہ کے باپ سے بھی زیادہ ہے۔ آپ دیکھئے کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات امت کے لیے حقیقی ماں کا حکم رکھتی ہیں ان کی حیثیت کا تعین کر دیا۔ خونی رشتے میں وہ کسی اور کے باپ نہ سہی "ولکن رسول اللہ" پیغمبر کی حیثیت میں وہ امت کے باپ ہیں۔ "ولکن رسول اللہ" اور آگے فرمایا۔ "وخاتم النبیین" خاتم اضافت نبی کے حوالے سے کی اور خاتم کی اضافت رسول کے حوالے سے نہیں کی اور حضور ﷺ نے بھی جب اپنے بارے میں فرمایا تو فرمایا کہ "اناخاتم النبیین" اس لیے کہ علماء رسول اور نبی کے مفہوم میں فرق کرتے ہیں۔ رسول کا مفہوم خاص ہے اور نبی کا مفہوم عام ہے۔ جب کوئی پیغمبر نئی شریعت لے کر آئے تو رسول کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے لیکن نبی اپنے مفہوم میں عام ہے۔ چاہے نئی شریعت لائے چاہے پچھلے پیغمبر کی شریعت امت کے سامنے پیش کر دے۔ خاتم کی اضافت اس لفظ کی طرف کی گئی جس لفظ کے مفہوم میں عموم ہے یعنی نئی شریعت کے حوالے سے بھی اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اسی طرح کوئی پیشوا پیغمبر کی شریعت لے کر بھی کسی انسان کے پاس نہیں آئے گا۔ راستہ مکمل طور پر بند کر دیا۔ خاص معنوں میں بھی وہ آخری پیغمبر ہیں اور عام معنوں میں بھی آپ ﷺ آخری پیغمبر ہیں۔

فتنہ قادیانیت:۔

لہٰذا اگر آج مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ میں نئی شریعت لے کر دنیا کے سامنے آیا ہوں تو اس معنی میں بھی اس کا دعویٰ جھوٹا ہے اور اگر کہے کہ میں نبی ہوں لیکن نئی شریعت نہیں لایا تب بھی جھوٹا ہے' یہی وجہ ہے کہ جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے اس مسئلہ پر بحث کی اور ایک آئینی ترمیم پاس کی گئی اس میں یہی کہا گیا کہ کوئی بھی شخص کسی بھی مفہوم میں اور کسی بھی تشریح کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور

پارلیمنٹ کا وہ فیصلہ آج بھی آئین کا حصہ ہے۔

پارلیمنٹ کی بالادستی:۔

جو پارلیمنٹ کی بالادستی کے دعویدار ہیں اور پارلیمنٹ کے فیصلہ کو اس ملک کے عوام کا فیصلہ سمجھا جاتا ہے وہی مغربی دنیا آج بھی پاکستانی پارلیمنٹ کے اس فیصلہ پر معترض ہے اور مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں کہ ایک اقلیت کے انسانی حقوق کو تم نے پامال کردیا ہے جب وہ ایسی بات کرتے ہیں تو مجھے ان پر تعجب ہوتا ہے کہ کتنی معصومیت کے ساتھ اقلیتوں کے تحفظ کی بات کی جاتی ہے لیکن جب وہ اقلیتوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو ان کے ذہن سے یہ بات اتر جاتی ہے کہ کیا اکثریت بھی انسان ہیں یا نہیں اور ان کے بھی کوئی حقوق ہیں یا نہیں؟ یہاں پر بڑی چالاکی کے ساتھ وہ اقلیت کے حقوق کا لفظ تو استعمال کرتے ہیں لیکن اقلیت کے حقوق کی بات کر کے جب ملک کی اکثریتی آبادی کے حقوق کو تلف کیا جائے گا اس کا مداوا کون کرے گا؟ اور پھر عدالت میں چاہے وہ جنوبی افریقہ کی عدالت ہو' چاہے وہ ماریشس کی عدالت ہو' اب جنوبی افریقہ کی عدالت تو مسلمانوں کی عدالت نہیں ان عدالتوں میں جب یہ مسئلہ گیا اور وہاں کے جج نے جب یہ دلائل سنے تو اسلام کے جو پرنسپل لاز ہیں بنیادی اور اساسی اصول جو اسلام کے ہیں۔ جب اس کی توضیح و تشریح ان کے سامنے آئی تو ان کے ذہن نے بھی فیصلہ کیا کہ یہ فرقہ اسلام کے ان اصولوں سے اور ان پرنسپل لاز سے انکار کرتا ہے جن کی بنیاد پر کسی شخص کو مسلمان کہا جاتا ہے۔

عدالتوں کے فیصلے:۔

اب عدلیہ کا فیصلہ ہے جو اس کفر کی دنیا اور مغربی دنیا کے لیے بہت بڑی سند ہوا کرتا ہے لیکن اس معاملے میں یہ لوگ نہ پاکستان کی پارلیمنٹ کو احترام دیتے ہیں اور نہ دنیا کے کسی خطے کی عدالت کو کوئی احترام دیتے ہیں اور ان کو اس بات کا احساس ہے کہ یہ پودا ہم نے خود کاشت کیا اس کی آبیاری ہم نے کی' آج اس پودے کا تحفظ خود نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ لیکن ہم ان انگریزوں کو بتادینا چاہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں ان کا تعاقب کریں گے چھوڑیں گے نہیں۔ (انشاء اللہ) مجھے جو اعتراض ہے وہ پاکستان کے سیاست دانوں پر ہے اور ہمارے ملک کے سیاسی رہبر وہ ہوتے ہیں جو ایک خاص طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور جو کسی وقت انگریز کو وفاداری کا یقین دلاتے تھے اور آج امریکہ کو وفاداری کا یقین دلاتے ہیں۔ جب بھی اس حوالے سے کبھی کوئی نازک وقت آیا تو ختم نبوت کے معاملے میں بھی ناموس رسالت ﷺ کے معاملے میں بھی انہوں نے کوشش کی مغربی آقاؤں کی ترجیحات کو ہم قبول کریں یہ کوشش کی گئی۔ اب بھی وہ کوشش کر رہے ہیں۔

آئین میں ترامیم کی قرارداد:۔

پچھلی اسمبلی میں بھی میری موجودگی میں ایک قرارداد اسمبلی میں آئی اور وہ قرارداد حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان متفقہ تھی اور دونوں قوتوں نے باہم مل کر طے کیا تھا کہ اس قرارداد کو پیش کریں گے۔ قرارداد کیا تھی؟ قرارداد یہ کہ آئین میں اب تک جتنی ترامیم کی گئی ہیں ان تمام ترامیم پر نظر ثانی کی جائے۔ یہ قرارداد ہے اور تجویز یہ پیش کی گئی کہ ایوان کی سطح پر ایک خصوصی کمیٹی بنائی جائے گی جو ان ترامیم کے حوالے سے جائزہ لے گی' میں' خود اس وقت پارلیمنٹ میں موجود تھا' میں نے فوراً کھڑے ہو کر اسپیکر صاحب کو متوجہ کیا کہ جب لفظ تمام ترامیم کی بات آئے گی تو اس میں تو ایک ترمیم "عقیدہ ختم نبوت" کے بارے میں ہے کیا اس پر بھی آپ نظر ثانی کریں گے؟ اس کو بھی تبدیل کرنے پر غور ہوگا؟ اور میں نے کہا میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر اس ترمیم کے حوالے سے نظر ثانی کی بات کی گئی تو پھر ہم بغاوت کریں گے۔ ہم ترمیم نہیں ہونے دیں گے' تھے تو ہم چار مولوی' لیکن اس عقیدے نے ہمیں اتنی قوت دی ہوئی تھی کہ وہ قوت کام دے گئی۔ "سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب" ہمیں کامیابی حاصل ہوئی۔ دونوں طرف سے لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا جی ہم اس کو مستثنٰی قرار دینے کو تیار ہیں لیکن جب اس کو مستثنٰی قرار دینے کو دونوں تیار ہوئے تو اگلے روز چوبیس گھنٹے کے اندر اندر حزب اختلاف کی قیادت کی طرف سے اعلان آیا کہ ہم خصوصی کمیٹی کا بائیکاٹ کریں گے۔ بھائی چوبیس گھنٹے میں کیا ہو گیا آپ کو؟ کل تو قرارداد پیش کی متفقہ طور پر' چوبیس گھنٹے میں کونسی مشکل آگئی؟ ظاہر ہے کہ ہم جیسے لوگ ضرور ان کے دلوں میں یہ شک گزرے گا کہ کہیں اس ایک ترمیم کے لیے تو مسئلہ کھڑا نہیں کیا گیا لیکن جب معاملہ ہم نے روک دیا تو اب کمیٹی کی ضرورت بھی نہیں۔ ہمارے ہاں میلہ تھا' تو ایک نوجوان کی اس میلے میں چادر گم ہو گئی واپس جب گاؤں میں آیا تو لوگوں نے پوچھا بھائی میلہ کیسے تھا؟ تو وہ کہتا ہے میلہ ویلہ نہیں تھا میری چادر کے لیے انہوں نے میلہ کیا تھا اسے انہوں نے مجھ سے چھیننا تھا کوئی پروگرام تو مجھے سمجھ میں نہیں آیا جس میری چادر گم کر دی۔ تو ہماری اسمبلی کے میلے میں بھی لگتا ایسے تھا کہ سارا مسئلہ صرف ایک ترمیم کے لیے ہوا لیکن آپ کے جو چند ساتھی وہاں بیٹھے ہیں وہاں پر وہ اسلام کے چوکیدار کا کردار ادا کرتے

ختم نبوۃ

ہیں اور میں دعوئی سے کہتا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ہم غلط سہی یا صحیح سہی' قطعاً صحیح یا قطعاً غلط' لیکن کوئی قانون جو اسلام کے حوالے سے اس کی نسبت ہو' چاہے ناقص ہے' کمزور ہے لیکن اس کو کہا جاتا ہے کہ اسلامی دفعہ ہے' بدلنے نہیں دیا اور کوئی قانون جو قرآن وسنت کے خلاف ہو اسمبلی کے فلور پر آنے نہیں دیا۔

ناموس رسالت ﷺ کا قانون:۔

پھر ناموس رسالت ﷺ کا سوال آیا' حکمران جماعت نے مجھے کہا کہ جی ہم ناموس رسالت کا قانون بدلنا چاہتے ہیں۔ بھائی کیوں بدلنا چاہتے ہو؟ حضور ﷺ کی ناموس' یہ ہمارا ایمان ہے اور جب ہمارے ملک کا مذہب اسلام ہے جسے آئین کہتا ہے کہ اسلام اس ملک کا مذہب ہوگا۔ تو اب اسلام کی بنیاد تو دو چیزیں ہیں' توحید اور رسالت۔ اب جب تک ان دو چیزوں کو تحفظ فراہم نہیں ہوگا اسلام ملک کا مملکتی مذہب کیسے بنے گا۔ لہٰذا جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے ناموس کو تحفظ اسی بنیاد پر دیا گیا ہے کہ اسلام کو اس ملک کا مملکتی مذہب کہا گیا ہے۔ اگر پیغمبر ﷺ کی ناموس اس ملک میں محفوظ نہیں ہوگی تو اسلام کیونکر اس ملک کا مذہب ہوگا' کہنے لگے ہم قانون نہیں بدلنا چاہتے ہم مقدمے کا طریقہ کار بدلنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ناموس رسالت کی توہین کا مرتکب ہو جائے تو اس پر مقدمہ کیسے چلائیں' ذرا اس ترتیب کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا اس کی ترتیب کیا ہوگی؟ کہنے لگے ترتیب یہ ہوگی کہ اگر کوئی شخص یہ جرم کرے اور کوئی شخص تھانے میں جاکر اس کے خلاف رپورٹ درج کرادے تو اس وقت تک گرفتار نہ کیا جائے جب تک مجسٹریٹ کی سطح پر تفتیش نہ ہو جائے اگر تحقیق وتفتیش میں مجرم قرار پائے تو گرفتاری ہوگی ورنہ نہیں۔ میں نے فوراً ان پر سوال کیا کہ آپ پوری دنیا میں کسی بھی ملک میں اس بات کی مثال پیش کرسکتے ہیں کہ جس جرم کی سزا موت ہو اور اس جرم میں پرچہ کٹ جانے کے بعد اس کی گرفتاری عمل میں نہ لائی جائے یہ کوئی مثال پیش کردی میرے سامنے؟ کہ سزائے موت ہو اس جرم کے لیے اس جرم کی ایف آئی آر کٹ جانے کے بعد پولیس دست اندازی نہ کرے۔ گرفتاری عمل میں نہ لائے کیا دنیا بھر میں کہیں ایک مثال بھی اس کی پیش کرسکتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ایسے تو کہیں نہیں ہے' لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں یہ چونکہ جذباتی مسئلہ ہے اور لوگ جذبات میں آکر اس کو قتل کردیتے ہیں۔ لہٰذا اس وقت اس کو نہ پکڑا جائے اور مجرم نہ کہا جائے جب تک کہ عدالت اس حوالے سے طے نہ کرے۔ میں نے کہا دلیل تو آپ نے پیش کردی لیکن یہ دلیل آپ کی نہیں ہے میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ یہ جذباتی مسئلہ ہے اور عدالت کا فیصلہ آنے سے پہلے اس کی جان کو خطرہ ہے لہٰذا اس کو تحفظ دینے کے لیے جونہی ایف آئی آر کٹے فوراً گرفتار کرلو تاکہ پولیس کی حراست میں چلا جائے اور وہ مرنے سے بچ جائے' چونکہ مرے گا تو تب جب اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ عدالت سے فیصلہ آنے سے پہلے اگر مجرم گلی کوچے میں آزاد پھرے گا اور ہے جذباتی معاملہ تو کوئی کچھ کرسکتا ہے کہ اسے ٹھکانے لگادے۔ تو کہنے لگے کیا فلانے مسیح کو پھر عدالت میں قتل نہیں کیا گیا؟ میں نے کہا قتل سے مت پوچھیں وہ تو جذباتی ہے یہ تو پولیس سے پوچھو کہ وہ اسے کیوں تحفظ فراہم نہ کرسکی؟ جب دلائل سے ان کی بات نہ بنی تو میں نے کہا اب سنو یہ ہے ہمارے عقیدے کا سوال اگر آپ نے اسے تبدیل کرنے کی کوشش کی تو خدا کی قسم ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ (نعرے)

میرے محترم دوستو! خدا کا کرنا ہوا کہ حکومت پیچھے ہٹ گئی' اسی قسم کے مسائل سے ہمارا واسطہ رہتا ہے اور ایک بات ذرا ذہن میں رکھیں کہ ایسے حکمرانوں کے ہوتے ہوئے اسلام کے حوالے سے پیش رفت کم از کم اس کی توقع نہ رکھیں اگر یہ رہے سہی اسلام کو ہم ان کے دست اندازی سے بچا سکیں یہ بھی بڑی بات ہے' غنیمت ہے۔

قرآن وسنت کی بالادستی:۔

چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں آج کل ملک میں قرآن وسنت کی بالادستی کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن جب وہ اس قسم کی بات کرتے ہیں تو ہم انہیں کہتے ہیں کہ قرارداد مقاصد بھی آئی' اسلام مملکت کا مذہب بھی بنا' قرارداد مقاصد آئین کا حصہ بنی' پچھلے دور میں آپ نے شریعت بل پاس کرایا اور آج اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا' اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پیش بھی ہو چکی ہیں آپ کے پاس مکمل بھی ہو گئی ہیں۔ دو سال کے اندر قانون سازی مکمل کرنی تھی وہ دو سال آپ کے گزر چکے ہیں تو ہم کیسے سمجھیں کہ اس بارہ میں آپ مخلص ہیں۔ جس آدمی کے سامنے پوری یہ ماضی پڑی ہوئی ہو اس کو یہ حق ہے کہ وہ شک وشبہ کا اظہار کرے' اب اگر ہم کوئی شک کا اظہار کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ شک نہ کرو' بھائی کیسے نہ کریں' کہتے ہیں نیت کا حال وہ اللہ جانتا ہے' کہتے ہیں کہ تم ہماری نیت پر شک کیوں کرتے ہو' نیتوں کا حال وہ اللہ جانتا ہے میں نے کہا کہ ہمارا ایمان ہے کہ نیت کا حال اللہ جانتا ہے لیکن تمہارے دلوں کا حال تھوڑا تھوڑا ہم بھی جانتے ہیں۔ حالات کی وجہ سے ان ساری چیزوں کی وجہ سے آپ کا تھوڑا حال ہم بھی جانتے

ہیں۔ اعتماد پیدا کرلو پھر ایک دن آئے ہمارے پاس کہ جی جو خرابیاں تھیں وہ ہم نے نکال دی ہیں۔ ہم نے کہا جی کہ ہمارا صرف خرابیوں کو نکالنے کا مطالبہ نہیں تھا ہمارا یہ بھی ایک مطالبہ تھا کہ اس میں باہر سے بھی ایک اچھائی ڈالو اگر وہ اچھائی نہیں ڈالو گے تو یہ ایک بے معنی ہوجائے گا تو باہر سے اچھائی ڈالنے والی بات اڑی ہوئی ہے وہ نہیں مانتے اب ہم اس پر کیسے تسلیم کریں۔ ہم نے کہا کہ ہم ووٹ نہیں دیتے لیکن عین اس روز جبکہ ہمیں نہ کاپی دی گئی نہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ ہم نے یہ تبدیلی کی ہے زبانی باتیں ہم سے کر رہے تھے اور ادھر کہہ رہے تھے کہ جو قابل اعتراض شقیں تھیں ہم نے سب نکال لیں۔ اب اس پروپیگنڈے اور اس اعلان کے بعد اگر ہم اس وقت کہتے ہیں کہ ہم ووٹ نہیں دیتے تو پبلک کہتی کہ یہ خوامخواہ ضد کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس اتنا وقت ہی نہیں تھا کہ ہم قوم کے سامنے وضاحت کر سکتے تو ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم

> **اللہ نے ہمیں اپنے دین کا سپاہی بنایا ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے**

ووٹ دیتے ہوئے مطمئن نہیں تھے لیکن جو تحفظات ہم رکھتے ہیں وہ ریکارڈ پر لائیں گے۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ جب ہمارے ساتھی اسمبلی پہنچے تو رائے شماری ہوچکی تھی۔ ہم گئے تو اس نیت سے تھے کہ ہم نے اب ووٹ دینا ہے لیکن جب ہمارے ساتھی اسمبلی تک پہنچے تو اسمبلی اندر سے بند ہوگئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچالیا۔

قرآن وسنت کی بالادستی قانون کے حوالے سے آج میں آرٹیکل پڑھ رہا تھا تو اس نے بڑی اچھی بات کی۔ اس نے کہا کہ یہ اعلیٰ ترین قانون کا کیا معنی ہے۔ اس کا تو معنی ہے کہ نیچے بھی کچھ قوانین ہوں گے ان کی بھی کچھ حیثیت ہوگی یہ توحید کا تقاضا نہیں ہے۔ توحید کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بات طے کی جائے کہ قرآن وسنت اس ملک کا واحد قانون ہوگا اس کے علاوہ قانون ہے ہی نہیں۔ جب قرآن وسنت کے علاوہ بھی کوئی قانون اس ملک میں ہوگا تو بالاتری ہوگی۔

میرے محترم دوستو! اللہ کے فضل وکرم سے ہم اس سیاسی ماحول میں اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس سیاسی میدان میں اپنے دین کا سپاہی بنایا ہے اور ہمیں سپاہی ہونے پر فخر ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ایک کمان ہے ایک قیادت ہے اور اس عقیدے کے حوالے سے اس اسٹیج سے جو بھی حکم ملے گا انشاء اللہ سپاہی کی طرح اس کی تعمیل کریں گے۔ تو اللہ رب العالمین ہمیں اس کی توفیق بخشیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (الحدیث)
"تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔"

اپیل — مدرسہ بدرالعلوم محمدیہ — اپیل

لوستہ محمد ضلع جعفرآباد بلوچستان (ملحق وفاق المدارس عربیہ پاکستان)

مدرسہ ہذا ۱۹۰۷ء سے تاحال تشنگان علم کی پیاس بجھانے میں معروف عمل ہے
حفظ، ناظرہ، عربی، فارسی تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ۱۵۰ مقامی طلبا کے علاوہ ۷۰ طلبا مسافر زیر تعلیم ہیں۔
مخلص اور دیانتدار اساتذہ طالب علموں کی علمی پیاس بجھانے کے لئے ہمہ وقت معروف ہیں
سالانہ خرچ ایک لاکھ بتیس ہزار روپے ہے
بلوچستان جیسے بے آب وگیاہ اور پسماندہ علاقہ میں اللہ رب العزت کے بھروسے اور مخیر حضرات کے تعاون سے یہ مدرسہ قرآن وسنت کی تعلیم وترویج میں معروف ہے۔

لہٰذا مخیر حضرات سے بھرپور تعاون کی اپیل کی جاتی ہے

نوٹ: مدرسہ کی مسجد بھی زیر تعمیر ہے

الداعی الی الخیر: صوفی محمد عالم مہتمم مدرسہ بدرالعلوم محمدیہ لوستہ محمد ضلع جعفرآباد بلوچستان رجسٹرڈ نمبر ۹۶۶

ختم نبوت

قسط نمبر ۱

تحریر:۔ محمد طاہر رزاق

مسئلۂ کشمیر اور فتنۂ قادیانیت

طلسماتی سپیدہ سحر' متبسم صبحیں' چمکتی چاندی' بکھیرتی دوپہریں' سرمئی شامیں' چاندنی راتیں' گل پوش وادیاں' فلک کا ماتھا چومتے پہاڑ' دل نواز لالہ زار' باصرہ نواز چمنستان' کیف پرور مرغزار' سبزے کی مخملی چادریں' پھلوں سے لدے باغات' مہکتی ہوائیں روح پرور فضائیں' دراز قامت محبوب کی طرح مستی میں کھڑے سرو کے درخت' قطار در قطار سینہ تان کر کھڑے چناروں کی دلربائی و زیبائی' موسم سرما کی خنک ہوائیں اور برف باری کی سحر انگیزی' کل کل کرتے شیریں چشمے' مست خرام ندیاں' شیروں کی طرح دھاڑتے بلندیوں سے گرتے آبشار' چیختے چنگھاڑتے پتھروں کو لڑھکاتے پھلانگتے تند و تیز اور اکھڑ پہاڑی دریا' شرما شرما کر سمٹتی مسکراتی کلیاں' شوخ و شنگ شگوفے' پھولوں کے چہروں پر شبنم کا میک اپ' نسیم سحر کی گلوں سے چھیڑ چھاڑ' مست ہواؤں سے سیب اور ناشپاتی کے درختوں کی ڈالیوں کا دلفریب جھولنا' بلبل کے سریلے نغمے' کوئل کی رسیلی کوک' تتلیوں کا وجدانی رقص' پو پھٹتے ہی چڑیوں کا چہکار' شام ہوتے ہی طوطوں کی ڈاروں کا باغوں کی مستی میں اپنے بسیروں کی جانب مسحور کن پرواز' ساون کی اندھیری بھیگی راتوں میں جگنوؤں کا چراغاں' امڈ امڈ کر آتی کالی گھٹائیں' کبھی جل تھل اور کبھی رم جھم کی موسیقی' بارش میں بھیگتے نہاتے درختوں کا حسن اور پھر بارش کے بعد پتوں اور شاخوں سے پانی کے قطروں کی ٹپ ٹپ کا ترنم' چرخ نیلوفری پر قوس و قزح کا رنگوں کی دنیا آباد کرنا' گھمبیر سیاہ بادلوں کی اوٹ سے چاند کی آنکھ مچولی' نیلگوں آسمان پر لٹکتی ستاروں کی قندیلیں' پہاڑوں کی اوٹ سے سر پہ کرنوں کا تاج سجائے آفتاب کا طلوع ہونا اور سارا دن روشنیاں بکھیرنے کے بعد سرخ گولے کا روپ دھار کر مغرب میں پہاڑوں کی گود میں چھپ جانا۔

یہ کون سا خطہ ہے جہاں فطرت کے حسن نے اپنے چہرے سے تمام نقابیں الٹ دی ہیں؟

یہ کون سا گلزار زمین ہے جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اطراف عالم سے سیاح کشاں کشاں چلے آتے ہیں؟

یہ کون سی وادی ہے جس کی محبت میں ڈوب کر کسی مغل شہنشاہ نے کہا تھا

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اہل دنیا اس وادی جنت نظیر کو "کشمیر" کے نام سے جانتے ہیں۔

کشمیر ایشیاء کے قلب میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ چھیاسی ہزار مربع میل ہے۔ کشمیر کے اردگرد چار ممالک چین' افغانستان' پاکستان اور بھارت واقع ہیں جبکہ کشمیر اور سابق سوویت یونین کے درمیان افغانستان کی ایک تنگ پٹی "واخان" حائل ہے۔ کشمیر کی کل آبادی ایک کروڑ دس لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اس وقت کشمیر کا ۶۳% حصہ بھارت کے غاصبانہ قبضہ میں ہے۔ جس کی آبادی تقریباً ستر لاکھ ہے جبکہ آزاد کشمیر کی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہے۔ اس وقت دنیا میں ۱۶۰ آزاد اور خود مختار مملکتیں ہیں۔ اگر ان ممالک سے کشمیر کا موازنہ کیا جائے تو رقبہ کے اعتبار سے کشمیر دنیا کا ۶۸ ممالک سے بڑا ہے اور اگر آبادی کے لحاظ سے موازنہ کیا جائے تو دنیا کے ۹۰ ممالک سے بڑا ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے کشمیر کی سرحدوں کا زیادہ علاقہ بھارت کی نسبت پاکستان سے بہت زیادہ ملا ہوا ہے۔ کشمیر کی سات سو میل لمبی سرحد پاکستان سے ملی ہوئی ہے۔ آزادی سے قبل ریاست کی سڑکیں اور ریلوے کے مواصلات پاکستان سے آملتے تھے اور کشمیری مصنوعات کی سب سے بڑی منڈی راولپنڈی تھا۔ دفاعی اعتبار سے ریاست جموں و کشمیر کی پہاڑیاں وطن عزیز پاکستان کے لیے دفاعی حصار کی حیثیت رکھتی ہیں اور پاکستان میں بہنے والے سندھ' جہلم اور چناب جیسے دریاؤں کا منبع کشمیر ہی ہے۔

لیکن آج اس ارضی جنت میں بھارت نے ظلم و بربریت کا محشر بپا کر رکھا ہے۔ یہ حسین وادی آگ و خون سے بھری پڑی ہے۔ کشمیری مسلمانوں کے جلے ہوئے گھروں کا دھواں اور ان کی چیخیں دنیا کے چاروں کونوں تک پھیل چکی ہیں۔ معصوم بچوں کی موت کی ہچکیاں عالمی ضمیر پر دستک دے رہی ہیں۔ گل پوش وادیوں میں شہیدوں کے لاشے بکھرے پڑے ہیں۔ چشمے خون اگل رہے ہیں۔ دریاؤں سے انسانی اعضاء بر آمد ہو رہے ہیں۔ جہاں نسیم سحر کے ٹھنڈے جھونکے روح کو ایک نئی تازگی عطا کرتے تھے' وہاں آنسو گیس کا راج ہے۔ جن فضاؤں میں ہوائیں سیٹیاں بجاتی تھیں' وہاں گولیوں کی تڑتڑ کی صدائیں ہیں۔ جہاں گل و بلبل محفل سجاتے تھے'

ختم نبوة

وہاں کرفیو کی چڑیل پنجے جمائے بیٹھی ہے۔ بھارتی فوجی درندے راتوں کو مسلمانوں کے گھروں پر ہلہ بولتے ہیں اور عفت مآب عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کر کے اپنے پاپی باپ راجہ داہر کی روح کو خوش کرتے ہیں۔ فوجی وردیوں میں ملبوس یہ مہذب درندے مسلمانوں کے گھروں پر دھاوا بولتے ہیں اور قیمتی سامان شیر مادر سمجھ کر چاٹ جاتے ہیں اور گھر کو نذر آتش کر کے کوئلہ بنا دیتے ہیں۔ مریض اور زخمی ادویات کی عدم موجودگی کی وجہ سے کراہ کراہ کر دم توڑ رہے ہیں اور ان کے کراہنے کی صدائیں انسانی حقوق کے عالمی چمپئینوں کے بے سماعت اور بند کانوں کو کھولنے کی کوشش کررہی ہیں۔ بچوں سے بدفعلیاں ہورہی ہیں۔ خمیدہ کمر بوڑھوں پر سفاکانہ تشدد ہورہا ہے۔ عقوبت خانوں میں حریت پسندوں کے اعضاء کاٹے جارہے ہیں۔ آزادی کے متوالوں کو الٹا لٹکا کر نیچے آگ کی الاؤ روشن کر کے ان کی چربی پگھلنے کے مناظر پر ابلیسی قہقہے لگائے جارہے ہیں۔ اسلام سے محبت کے جرم میں بجلی کے کرنٹ لگا لگا کر تڑپا تڑپا کر مارا جارہا ہے۔ پاکستان سے دوستی کی پاداش میں دانت توڑے اور کھال ادھیڑی جارہی ہے۔ غلامی سے نفرت کے جرم میں جنسی طور پر معذور بنایا جارہا ہے اور جسم میں گہرا زخم بنا کر اس میں مرچیں بھری جارہی ہیں۔ داڑھی سے بھاری پتھر باندھ کر لٹکائے جارہے ہیں۔ زور دار جھٹکوں سے ناخن اکھیڑے جارہے ہیں۔ منہ میں کپڑا ٹھونس کر ناک کو پلاس سے بند کیا جارہا ہے۔ سگریٹوں سے جسموں کو داغا جارہا ہے۔ گرفتار حریت پسندوں سے ایک دوسرے کے منہ میں پیشاب کروایا جارہا ہے۔ ہسپتالوں میں حریت پسندوں کے جسموں سے ایک ایک گردہ نکال کر ناپاک ہندو مریضوں کو لگایا جارہا ہے لیکن ظلم و بربریت کے اس خونی طوفان کے سامنے کشمیری مسلمان چٹان کی طرح کھڑا ہے۔ وہ میدان جہاد میں اپنے خون ناب سے ایمانی جرات و ہمت کی ایک اچھوتی تاریخ کو رقم کررہا ہے۔ اس نے سفاک ہندو کی غلامی کی بھاری زنجیریں توڑنے کا عزم مصمم کرلیا ہے۔ اس نے ہتھیار اٹھالیے ہیں۔ اس کے قدموں سے قرون اولیٰ کے مجاہدین کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی صدا سنائی دیتی ہے۔ اس کے لبوں پر نعرہ تکبیر کا ترانہ ہے۔ اس کے دل میں شہادت کی تمنا مچل رہی ہے۔ اس کی نگاہیں اپنے اللہ کی نصرت پر لگی ہوئی ہیں اور وہ بھارتی درندوں کو للکار للکار کے کہہ رہا ہے۔

دبا سکو تو صدا دبادو' بجھا سکو تو دیا بجھادو
صدا دبے گی تو حشر ہوگا دیا بجھے گا تو سحر ہوگی

اور گویا شہادت کے جام پینے والا ہر کشمیری مسلمان بہشت بریں میں جانے سے قبل اپنے پیچھے آنے والے ساتھیوں کو یہ پیغام دیتا جارہا ہے۔

ستم کی رات سحر میں بدلنے والی ہے
فصیل دار پہ دھرتے چلو سروں کے چراغ

کشمیری مسلمان تو ہمت اور صبر کے ہتھیاروں سے بھارتی ظلم و ستم کا مقابلہ کررہے ہیں لیکن سوال یہ ابھرتا ہے کہ انہیں بھارتی بھیڑیوں کے نوکیلے دانتوں اور خونی پنجوں کے سپرد کس نے کیا؟ وہ کون سے ہاتھ ہیں جنہوں نے دھکا دے کر انہیں غلامی کی گہری کھڈ میں گرادیا؟ وہ کون سے ہاتھ تھے جنہوں نے ان کے لیے غلامی کی زنجیروں کی کڑیاں تیار کیں اور انہیں پابہ زنجیر کر کے ہندوؤں کے قدموں میں پھینک دیا۔ جب کوئی مہم جو تاریخ کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہے تو اسے دو خطرناک ہاتھ نظر آتے ہیں جو اسلام اور پیغمبر اسلام سے بغض و دشمنی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ ان ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ قادیانی ہاتھ ہے جس نے جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچا کر ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک جسارت کی جبکہ دوسرا ہاتھ ظالم فرنگی کا ہاتھ ہے جس کے دربار سے قادیانیوں کو جھوٹی نبوت عطا ہوئی۔

قادیانیوں نے ہر دور میں کشمیر کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا ہے اور انہوں نے کشمیر پر قبضہ جمانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ کیونکہ ان کی نبوت میں مرزا قادیانی کی شخصیت! انہیں کشمیر میں کبھی عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ملتی ہے اور کبھی مریم علیہ السلام کی قبر اور کبھی انہیں وہاں سے حضرت عیسیٰؑ کے کفن کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ وہ لٹریچر اور دیگر ذرائع ابلاغ پر کروڑوں روپیہ خرچ کر کے پوری دنیا میں یہ مشہور کرچکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ نہیں بلکہ وہ وفات پاچکے ہیں اور کشمیر میں ان کی قبر ہے اور اس قبر کی کروڑوں تصویریں اطراف عالم میں تقسیم کرچکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احادیث میں جس مسیح موعود کے آنے کی بشارت ہے وہ مرزا قادیانی ہے جو آچکا ہے۔ یہ سارا ناٹک رچا کر وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کی منصب پر بٹھاتے ہیں اور اس کی نبوت کا جواز پیدا کرتے ہیں۔

اللہ رے دیکھیے اسیری بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

تاریخ احمدیت جلد ششم مولفہ دوست محمد شاہد کے صفحہ ۴۴۵ اور ۴۷۹ پر بروایت مرزا بشیر الدین محمود مرقوم ہے کہ جماعت احمدیہ کو کشمیر سے دلچسپی کیوں ہے؟

اولاً:۔ کشمیر اس لیے پیارا ہے کہ وہاں اسی ہزار احمدی ہیں۔

ثانیاً:۔ وہاں مسیح اول دفن ہیں اور مسیح ثانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بڑی بھاری جماعت اس میں موجود ہے۔

ثالثاً:۔ جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہے وہ ملک

بہر حال مسلمانوں کا ہے اور مرزا صاحب کے نزدیک مسلمان ان کے پیروکار ہیں۔(ص ۶۷۶)

رابعاً:۔ نواب امام الدین جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گورنر بنا کر کشمیر بھجوایا تھا' وہ اپنے ساتھ بطور مددگار ان کے دادا (مرزا بشیر الدین کے الفاظ میں) یعنی مرزا غلام مرتضیٰ کو بہ اجازت مہاراجہ رنجیت سنگھ ساتھ لے گئے تھے۔

خامساً:۔ ان کے استاد جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ اور ان کے خسر مولوی حکیم نورالدین کشمیر میں بطور شاہی حکیم کے ملازم رہے تھے۔(ص ۴۳۵)

ان حقائق سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانیوں کو کشمیر سے کتنی دلچسپی ہے اور ان کے دل میں کشمیر کے حصول کی خواہش کس کس طرح انگڑائیاں لے رہی ہے؟ وہ کس ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹی نبوت کی جھوٹی زبان استعمال کرتے ہوئے کشمیر کی آبادی کے ۸۰ ہزار لوگوں کو قادیانی ظاہر کر رہے ہیں اور پھر مسیح اول اور مسیح ثانی کی من گھڑت اصطلاحات استعمال کر کے کشمیر کو اپنے باپ مرزا قادیانی کی جاگیر سمجھ رہے ہیں۔ قادیانیوں نے کشمیر پر قبضہ کرنے اور اسے قادیانی اسٹیٹ بنانے کے لیے جو گھناؤنے کردار ادا کیے اور کشمیر اور کشمیریوں کے ساتھ جو سفاکانہ سلوک کیا۔ ذیل میں مرحلہ وار اسے بیان کیا جاتا ہے۔

کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کا پہلا منصوبہ:۔ حکیم نورالدین ریاست کشمیر میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کا شاہی طبیب تھا۔ جہاں یہ مہاراجہ کشمیر کا سلطانی طبیب تھا وہاں یہ مرزا قادیانی کا شیطانی طبیب بھی تھا۔ اسی نے مرزا قادیانی کو کفر وارتداد کے خمیرے اور کشتے کھلائے تھے جنہیں کھا کھا کر وہ مختلف دعوے کرتا تھا۔ یہی نباض مرزا قادیانی کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اسے بتاتا تھا کہ اب جھوٹی نبوت کو کن دعوؤں کی ضرورت ہے اور ابھی کن کن دعوؤں سے پرہیز کرنا ہے اور پھر مرزا قادیانی کی موت کے بعد یہی شخص اس کا پہلا "خلیفہ" نامزد ہوا۔ حکیم نورالدین کو انگریزوں نے جاسوسی کرنے کے لیے حکیم کے روپ میں مہاراجہ کشمیر کے دربار میں داخل کیا ہوا تھا جو انہیں مہاراجہ کشمیر کے بارے میں ہر خبر پہنچاتا تھا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ کے بعد ان کے بڑے بیٹے مہاراجہ پرتاب سنگھ ۱۸۸۵ء میں گدی نشین ہوئے لیکن ابھی ان کی حکومت کو چار سال ہی گزرے تھے کہ کرنل لسٹ ریذیڈنٹ کی شکایات کی بنا پر حکومت ہندوستان نے مہاراجہ کے اختیارات ختم کر کے ایک کونسل مقرر کر دی۔ معزول مہاراجہ کے بھائی راجہ امر سنگھ اور راجہ رام سنگھ کونسل کے ممبر اور دیوان لچھمن داس کونسل کے صدر قرار پائے لیکن تھوڑا ہی عرصہ بعد دیوان لچھمن داس کو صدارت سے برطرف کر دیا گیا اور ان کی جگہ راجہ امر سنگھ ممبر کونسل پریذیڈنٹ ہوگئے۔ راجہ امر سنگھ کی حکیم نورالدین سے گہری دوستی ہوگئی اور جلد ہی جھوٹی نبوت کے فرزند نے راجہ امر سنگھ کو شیشے میں اتار لیا۔ راجہ امر سنگھ نے حکیم نورالدین پر شاہی نوازشات کی بارش کر دی۔ حکیم نورالدین پوری سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک ہوگیا۔ راجہ نے حکیم نورالدین کا مشاہرہ چھ سو روپیہ ماہانہ مقرر کر دیا اور رہائش کے لیے ایک عالیشان محل تحفے میں عنایت کیا۔ راجہ سے کوئی بھی کام لینے کے لیے حکیم نورالدین کی سفارش کرانا ایک روایت بن گیا۔ بڑے بڑے لوگ حکیم سے ملاقات کو اپنے لیے باعث فخر سمجھنے لگے۔ غرضیکہ حکیم پوری ریاست کی باگیں سنبھالے بیٹھا تھا۔ راجہ امر سنگھ کی ایک علیحدہ جاگیر کشتواڑ کے علاقہ میں تھی۔ یہ ایک بڑا خوبصورت' سرسبز اور کوہستانی علاقہ ہے۔ اس زمانہ میں اس جاگیر کی آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ راجہ پہلے ہی حکیم پر اندھا اعتماد کیے بیٹھا تھا۔ اعتماد اور بڑھا تو راجہ نے اس جاگیر کا مکمل انتظام حکیم کے سپرد کر دیا۔ جب ریاست کی باگ ڈور مکمل طور پر حکیم کے ہاتھ میں آگئی تو اتنا حسین و جمیل سرسبز اور منافع بخش علاقہ دیکھ کر حکیم کے حریص دل نے وہاں اپنی سلطنت قائم کرنے کا خفیہ پروگرام بنا لیا۔ اس کا ذکر اس نے صرف اپنے گرو مرزا قادیانی سے کیا جو اس سے ملنے کے لیے اکثر ریاست میں آیا کرتا تھا۔ گرو اور چیلے نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے منصوبے پر عمل شروع کر دیا۔ سب سے پہلے حکیم نے مرزائیوں کی وہاں آبادکاری شروع کی۔ پھر وہاں سے پرانے ملازموں کو نکال کر مرزائیوں کو دھڑا دھڑ بھرتی کرنا شروع کیا۔ بڑے بڑے عہدوں پر مرزائیوں کو فٹ کیا۔ پولیس' فوج اور تعلیم کے محکمے خصوصی طور پر مرزائیوں سے اٹے پڑے تھے۔ نئی بھرتی بھی صرف مرزائیوں کی ہو رہی تھی۔ مسلمانوں' ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ کے لیے ملازمتوں کے دروازے قطعاً بند تھے۔ جلد ہی کشتواڑ کے اعلیٰ عہدوں پر قادیانی مخلوق نظر آنے لگی۔ تیاری مکمل ہوگئی صرف بگل بجنے کا انتظار تھا۔ بگل بجنے سے پہلے مرزا قادیانی مخلوق اپنے الہاموں میں اپنی ریاست کی خوشخبری سنانا شروع کر دی۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور جل کر کباب ہو رہا تھا کہ اگست ۱۸۹۲ء میں لارڈ لینسڈاؤن وائسرائے ہند جموں آئے۔ راجہ پرتاب سنگھ نے موقع تاڑ کر وائسرائے ہند سے ایک خفیہ ملاقات کی اور اسے بتایا کہ اس کا بھائی راجہ امر سنگھ اور حکیم نورالدین ریاست میں کیا گل کھلا رہے ہیں اور حکیم نورالدین کس طرح کشمیر میں قادیانیوں کو اعلیٰ عہدوں پر بٹھا رہا ہے اور مسلمانوں' ہندوؤں اور سکھوں کے حقوق کس طرح پامال

ہو رہے ہیں۔ راجہ پرتاب سنگھ نے انتہائی تشویش ناک لہجے میں وائسرائے کو یہ بتایا کہ حکیم نورالدین کشمیر میں اپنی ریاست قائم کرنے کے منصوبے کو کتنا عملی جامہ پہنا چکا ہے اور کتنا باقی ہے۔ راجہ امر سنگھ کا تیر صحیح نشانے پر بیٹھا۔ وائسرائے ہند پر پریشانی اور غصے کی کیفیت طاری ہوئی کہ کس طرح ہمارا ایک تنخواہ دار جاسوس ہم سے بغاوت کرتا ہوا اپنی ریاست کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ وائسرائے ہند نے فوری ایکشن لیا اور مہاراجہ پرتاب سنگھ کو کونسل کا پریذیڈنٹ اور راجہ امر سنگھ کو وائس پریذیڈنٹ بنادیا۔ اب تمام اختیارات مہاراجہ پرتاب سنگھ کے پاس تھے اور وہ کرسی اقتدار پر جلوہ گر تھا۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ دانت پیستا ہوا حکیم نورالدین کی طرف لپکا اور اسے حکم دیا کہ صرف بارہ گھنٹے میں ریاست سے دفع ہو جاؤ۔ حکیم نے فوراً اپنے گرو مرزا قادیانی سے رابطہ قائم کیا اور اسے ساری صورت وحالات سے آگاہ کیا۔ گرو جو جھوٹ بولنے میں لاثانی تھا اس نے کہا گھبراؤ نہیں۔ میں نے ساری رات رو رو کر تمہارے لیے دعائیں کی ہیں اور رات مجھے تمہارے بارے میں بڑا اچھا خواب بھی آیا ہے۔ فکر نہ کرو‘ آرڈر منسوخ ہو جائیں گے۔ لیکن جھوٹے نبی کی جھوٹی نبوت کی طرح خواب بھی جھوٹا ثابت ہوا۔ دعائیں بھی ردی کی ٹوکری کی نذر ہوئیں اور حکیم نورالدین ہکلاتا‘ بڑبڑاتا‘ کپکپاتا اور لڑکھڑاتا ہوا ریاست سے اس طرح ذلیل وخوار ہو کر نکلا کہ پولیس والے ڈنڈے لہراتے ہوئے اسے کہہ رہے تھے کہ جلدی نکلو وقت ختم ہو رہا ہے۔ اس طرح کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ کشمیر کی سرزمین میں ہی دفن ہو گیا اور قادیانی اس بچے کی طرح روتے پیٹتے رہ گئے‘ جس کا غبارہ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر اس کی آنکھوں کے سامنے فضا میں اٹھکیلیاں کرتا اڑا جارہا ہو۔

حکیم نورالدین کشمیر سے کپڑے جھاڑتا ہوا اپنے گھر بھیرہ پہنچا اور پھر اس کے بعد اپنے گرو کے پاس قادیان چلا گیا۔ اس کربناک صورت حال میں گرو نے چیلے کو اور چیلے نے گرو کو ملتے ہوئے کہا ہوگا۔

اپنی ان حسرتوں کا ہونا تھا یہی انجام
محرومیاں ملی تھیں مفت میں ہوتا تھا بدنام

کشمیر کمیٹی :۔ ڈوگرہ شاہی کے مظالم نے مسلمانان کشمیر کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ وہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں انتہائی صبر کے ساتھ حیات مستعار کے دن گزار رہے تھے۔ لیکن جب قرآن پاک کی بے حرمتی اور عید کا خطبہ روکنے کے واقعات رونما ہوئے تو ریاست کشمیر میں مسلمانوں کے دلوں میں غم وغصہ وبے چینی کی لہر دوڑ گئی اور مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ ریاست جلسوں اور جلوسوں سے گونج اٹھی۔ زبردست ہڑتالیں ہوئیں۔ بیسیوں مسلمان جام شہادت نوش کر گئے۔ سینکڑوں زخمی ہوئے اور ہزاروں پس دیوار زنداں چلے گئے۔ سفاک ڈوگرہ فوج نے سینکڑوں مسلمانوں کے گھروں کو نذر آتش کر دیا اور تمام بڑے بڑے لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔ ہندوستان کے مسلمان اپنے کشمیری بھائیوں کے غم میں تڑپ اٹھے اور ان کی ہر طرح کی مدد کو پہنچے۔ اس سلسلہ میں مجلس احرار اسلام کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ قادیانی جو کشمیر کے مسئلہ میں انتہائی دلچسپی رکھتے تھے ایک ہوشیار چوہے کی طرح بل سے سر باہر نکالے چاروں طرف کے حالات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ تحریک اپنے جوبن پر ہے لہٰذا اسی سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریک کی کمان اپنے ہاتھوں میں لے لینی چاہیے۔ اس بات کا اشارہ انہیں انگریز کی طرف سے بھی مل چکا تھا۔ کیونکہ انگریز جانتا تھا کہ قادیانی اپنے گھر کے آدمی ہیں۔ تحریک ان کے ہاتھ میں آگئی تو اپنے ہی ہاتھ میں ہوگی اور ہم جب چاہیں گے تحریک کے غبارے سے ہوا نکال دیں گے۔ قادیانی بھی اس تحریک سے کشمیر میں اپنے مذہب کا اثرورسوخ اور تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو قادیانی بنانا چاہتے تھے۔ اس سارے منصوبے کو حقیقی صورت میں اتارنے کے لیے "کشمیر کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مشہور قادیانی نواز سر فضل حسین کی زیر صدارت ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں کشمیر کمیٹی بنانے کا اعلان کیا گیا۔ کمیٹی کا بنیادی کام عوام کے غصب شدہ حقوق کی بحالی اور قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مسلمانوں کو قانونی امداد فراہم کرنا تھا۔ مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانی تحریک کے سربراہ مرزا بشیر الدین کو کشمیر کمیٹی کا صدر اور سیکرٹری ایک قادیانی مبلغ عبدالرحیم کو بنایا گیا جبکہ علامہ اقبالؒ جو کشمیری مسلمانوں سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے انہیں بطور رکن نامزد کیا گیا۔

ذہنوں میں سوال اٹھتا ہے کہ وہ گروہ جنہوں نے جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچا کر ملت اسلامیہ کے سامنے اپنا ایک خود ساختہ نبی کھڑا کیا اور فرنگی کے اقتدار کو طول دینے کے لیے ملت اسلامیہ کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی ناپاک جسارت کی‘ وہ طائفہ جس نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا‘ وہ جماعت جس کے سربراہ اور کشمیر کمیٹی کے صدر مرزا بشیر الدین نے شاتم رسول راجپال کے قتل پر مسلمانوں کے زخمی سینے پر مرچیں چھڑکتے ہوئے کہا تھا۔

"وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔"

وہ جتھہ جس کے بنیادی عقیدے کے مطابق

تمام مسلمانان عالم کافر، کتے، خنزیر، حرام زادے اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ وہ جماعت کشمیر کے مسلمانوں کی محبت میں کیوں تڑپنے لگی؟ وہ جماعت کیوں کشمیری مسلمانوں کے مقدمات کے پیروی کے لیے اپنے وکلا کشمیر بھیجنے لگی اور اپنے پلے سے پیسہ بھی خرچ کرنے لگی؟ یہ سب کچھ کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کی خواہش کروا رہی تھی۔ قادیانی اخبار روزنامہ ”الفضل“ کی خبر کا تراشہ پڑھنے سے تمام صورت حال سامنے آجاتی ہے۔

”حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ العزیز جو پہلے ہی مناسب موقعہ کے انتظار میں تھے۔ یکایک میدان عمل میں آگئے (الفضل۔ ۱۲ جون ۱۹۳۱ء)

مرزا بشیر الدین نے ریاست کشمیر میں قادیانی مبلغین کی ڈاریں بکھیر دیں۔ یہ تربیت یافتہ مبلغین کشمیری مسلمانوں میں پورے زور و شور سے قادیانیت کی تبلیغ کرنے لگے اور انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قادیانی بنالیا۔

”جب کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو قادیانی زعما بڑی تعداد میں وہاں بھیجے گئے۔ اس دوران سینکڑوں مبلغین ریاست میں پہنچے اور ریاست کے چپے چپے کا دورہ کر کے قادیانی عقائد کی تبلیغ کرنے لگے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک آزادی کے مبلغین کی امداد کے لیے اکثر رقوم شیخ محمد عبداللہ کی معرفت دی گئیں۔“ (کچھ پریشاں داستانیں کچھ پریشاں تذکرے۔ اشرف عطاص ۱۳۰۔۱۳۱)

یہی وجہ تھی جس کی بنا پر پنجاب میں شیخ عبداللہ کے قادیانی ہونے کے چرچے ہونے لگے۔ بعد میں انہیں بار بار اس کی تردید کرنا پڑی۔ مرزائیوں کے ہاتھوں استعمال ہونے کے بعد شیخ عبداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ چنانچہ اسی لیے انہوں نے حال ہی میں شائع ہونے والے اپنی سوانحی یادداشتوں ”آتش چنار“ میں احرار سے اپنے اختلافات کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔

”یہ تو معاملہ کا ایک پہلو تھا۔ بہت جلد ہم پر قادیانی حضرات کے اصل مقاصد بھی آشکار ہونے لگے۔ انہوں نے جب ہماری تحریک کی آڑ میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو عام کرنا شروع کیا تو میرے کچھ ساتھیوں نے اس غلط رجحان پر تشویش محسوس کی اور قادیانی حضرات بھی مجھ سے برگشتہ ہوگئے۔“ (آتش چنار، شیخ محمد عبداللہ، روزنامہ جنگ لاہور ۶ جون ۱۹۸۶ء)

کشمیر کمیٹی کی آڑ میں قادیانیوں نے کشمیری مسلمانوں کے ایمانوں کی جو غارت گری کی اس کی روح فرسا اور ہوش ربا داستان وطن عزیز کی نامور بیوروکریٹ اور ادیب و دانشور جناب قدرت اللہ شہاب سے سنئے۔

”بدقسمتی سے صدارت مرزا بشیر الدین محمود نے کر ڈالی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی بشیر الدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ ان کی صدارت میں اس کمیٹی کو قائم کر کے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس شرانگیز پراپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی۔ کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر ”شوپیاں“ میں مسلمانوں کی ایک خاص تعداد ”قادیانی“ بن گئی۔ پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے ”قادیانی“ مذہب اختیار کر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہوگئی۔“ (شہاب نامہ ص ۳۶۰۔۳۶۱۔ از قدرت اللہ شہاب)

جب یہ تمام ہولناک صورت حال مسلمانوں کے سامنے آئی تو انہوں نے مرزا بشیر الدین کو کمیٹی کی صدارت سے چلتا کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس کی تفصیل جناب محمد احمد خاں سے سنئے۔

”کشمیر کمیٹی ایک عرصے تک باقاعدگی سے کام کرتی رہی اور اس دوران میں قادیانیوں کی سرگرمیاں بھی ریاست میں زور پکڑتی گئیں۔ اس دوران میں کمیٹی میں شامل ہونے والے مسلم زعماء کو اس امر کا اندازہ ہو چلا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود کمیٹی کو کشمیری مسلمانوں کے مفاد سے زیادہ اپنے جماعتی مفاد میں استعمال کر رہے ہیں۔ کمیٹی کا کوئی دستور بھی نہیں تھا اور صدر کو غیر معمولی اختیارات دے دیئے گئے تھے۔ اس کمی کو بھی پورا کرنا پیش نظر تھا۔ چنانچہ نئے عہدہ دار منتخب کرنے کے لیے اور کمیٹی کا باقاعدہ دستور مدون کرنے کے لیے لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں مجلس احرار کے بعض راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ کمیٹی کا باقاعدہ ایک دستور مرتب کیا جائے تو قادیانی حضرات نے اس کی پرزور مخالفت کی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ دستور مرتب کرنے سے دراصل ان کو علیحدہ کیا جانا مقصود ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے بطور احتجاج کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور علامہ اقبالؒ کمیٹی کے نئے صدر منتخب کر لیئے گئے۔“ (اقبال کا سیاسی کارنامہ ص ۱۸۴۔ از محمد احمد خاں)

●●

ختم نبوۃ

اخبارِ ختمِ نبوّت

عقیدہ ختم نبوت کے بغیر اسلام کا تصور نا ممکن ہے۔ قرآن و سنت میں اس عقیدہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ نا قابل معافی سنگین ترین جرم ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز گورنمنٹ کے سیاسی مفادات کے تحفظ کی خاطر نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیت کے خاتمہ تک اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ بیسویں (۲۰) صدی انشاء اللہ غلبہ اسلام کی صدی ثابت ہوگی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر اجتماعات سے مجلس کے رہنماؤں اور علماء کرام کا خطاب۔

کراچی (رپورٹ۔ م۔ الف۔ ک) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی نے درج ذیل مقامات پر جامع مسجد طیبہ باتھ آئی لینڈ کلفٹن۔ جامع مسجد بلال بار تھ کراچی۔ جامع مسجد مدرسہ قاسم العلوم جامعہ رشیدیہ قائد آباد۔ جامعہ اسلامیہ اورنگی ٹاؤن۔ مدرسہ تعلیم القرآن برنس روڈ۔ جامع مسجد خاتم النبیین گلشن لدھیانوی۔ جامع مسجد صدیق اکبر گارڈن۔ مدرسہ ندا ء القرآن ماڈل کالونی۔ مدرسہ عربیہ منظور کالونی۔ جامع مسجد ریاض دہلی مرکنٹائل۔ جامع مسجد سنہری برنس روڈ۔ جامع مسجد مدینہ اختر کالونی۔ مدرسہ رفیق الاسلام اختر کالونی۔ جامع مسجد زینت الاسلام گارڈن۔ جامعہ فاروقیہ پاک کالونی۔ مدرسہ قاسم العلوم بنگالی پاڑہ۔ مدرسہ ضیاء القرآن ۔گلزار کالونی۔ مدرسہ عربیہ گلشن حدید۔ مدرسہ فاطمۃ الزہرئی ملیر۔ جامع مسجد فلاح نصیر آباد۔ جامع مسجد بھایانی گلشن اقبال۔ جامع مسجد صدیق اکبر گلشن اقبال' جامع مسجد رضوان دہلی کالونی۔ جامع مسجد فاروقی کپڑا مارکیٹ۔ جامع مسجد عثمانیہ بہادر آباد۔ مرکزی جامع مسجد پیر کالونی۔ جامع مسجد چھوٹی دہلی کالونی۔ جامع مسجد النور تبت پلازہ جناح روڈ۔ جامع مسجد کریم آباد ۔جامع مسجد صابری گارڈن۔ جامع مسجد ہاشمی پیر کالونی۔ جامع مسجد شریفی جوڑیا بازار۔ جامع مسجد شمیم دہلی کالونی۔ جامع مسجد دکھنی پاکستان چوک۔ جامع مسجد مدینہ برنس روڈ۔ جامع مسجد اکابرین اسلام۔ جامع مسجد ترکی۔ جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ' جامع مسجد مدینہ اختر کالونی۔ جامعہ مدنیہ نیو کراچی اور دیگر مختلف مقامات پر ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہر مسلمان کے ایمان کی روح اور دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اس عقیدہ کے بغیر دین اسلام کا تصور ادھورا ہے۔ اسی لیے قرآن و سنت میں اس عقیدہ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور سینکڑوں مقامات پر اس عقیدہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر کے ہر قسم کے شبہات کا رد کیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس عقیدہ کے تحفظ کے لیے بڑے اہتمام کے ساتھ جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے ماننے والے منکرین ختم نبوت کے خلاف اعلان جہاد فرما کر سختی کے ساتھ انکار ختم نبوت کے تمام فتنوں کو پیوند خاک کیا اور اس سلسلہ میں کسی بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں فرمایا۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب اور اس کے ہزاروں پیروکاروں کو جہنم رسید کیا۔

انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے اس عمل سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ یہ بات بھی عیاں ہو گئی کہ انکار ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں ایسا سنگین جرم ہوتا ہے کہ اس کا مرتکب اس دھرتی پر زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے۔

کیونکہ ختم نبوت کا انکار 'پورے دین اسلام کے انکار کے مترادف ہے 'اس لیے منکر ختم نبوت کی کسی چیز کا اعتبار باقی نہیں رہتا۔ انہوں نے کہا تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ اہل اسلام نے منکر ختم نبوت کے ساتھ کسی دور میں کوئی رعایت روا نہیں رکھی' کیونکہ یہ جرم دین اسلام سے بغاوت اور ملت اسلامیہ سے غداری کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر میں انگریز مکاری کے ساتھ داخل ہوئے اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ ہندوستان کا اقتدار اپنے ہاتھ میں لے کر اسے طول دینے اور سیاسی طور پر اسے استحکام بخشنے کے منصوبے سوچنے لگے۔ ہندوستان میں انگریز' مسلمانوں کی طرف سے سب سے زیادہ جس چیز سے خوف زدہ تھا وہ مسلمانوں کا جذبہ جہاد تھا اور جہاد کا نام سنتے ہی انگریز کی نیندیں حرام ہو جاتی

ختم نبوۃ

تھیں۔ چنانچہ انگریز سامراج نے مسلمانوں کے اس جذبہ کو ٹھنڈا کرنے اور ہندوستان میں اپنے اقتدار کو دوام بخشنے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی غرض سے ملک وملت کے غدار' ننگ انسانیت مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت ورسالت کا دعویٰ کرا کر عقیدہ ختم نبوت پر شب خون مارنے کی کوشش کی' لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علماء امت نے اس فتنہ کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے انگریز کی اس خطرناک سازش کو بے نقاب کرکے وحدت ملی کا تحفظ کیا اور بروقت اس گمراہ فتنہ کے خلاف آواز حق بلند کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو اس فتنہ کے گمراہ کن اثرات سے بچانے کی بھرپور کوشش کی۔ سید انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ نے خصوصی توجہ فرما کر اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے منظم طریقے سے کام شروع کروایا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا لقب دے کر دیگر علماء کرام کو ان کے ہاتھ پر بیعت کرا کے اس گمراہ فتنہ کی سرکوبی کے لیے ان کا ساتھ دینے کا حکم فرمایا اور امیر شریعتؒ نے اپنے رفقاء کار' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا داؤد غزنوی' مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی' چوہدری افضل حق' ماسٹر تاج الدین انصاری' فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمہم اللہ سمیت سینکڑوں علماء کرام اور رہنماؤں نے اس فتنہ کے خلاف آواز حق بلند کرنے اور اس فتنہ کے گمراہ کن اثرات سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردی تھیں اور اس جرم بے گناہی کی پاداش میں انہیں کئی کئی سال تک جیلوں میں بند رہنا پڑا لیکن ان کے پائے استقلال اور ان کے جذبہ ایمانی میں ذرا برابر فرق نہ آیا۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا مذہب سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں' یہ صرف انگریزوں کی سیاسی ضرورت تھی کہ انہوں نے اس فتنہ کو جنم دے کر اپنے اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا اور مرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے ساری زندگی انگریز حکمرانوں کی چاپلوسی اور خوشامد میں گزاردی اور انگریز گورنمنٹ کے اشارے پر حرمت جہاد کے فتوے دے کر مسلمانوں کی غیرت ایمانی اور ان کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کرنے کی سرتوڑ کوشش کی اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے مرزا قادیانی اور اس کی جماعت نے تمام حربے استعمال کیے۔ مسلمان مجاہدین کی فہرستیں انگریز حکمرانوں کو مہیا کرکے اس کے عوض انگریزوں سے بڑی بڑی مراعات حاصل کیں۔ آج بھی قادیانی فتنہ کے پیروکاروں کی تمام اسلام دشمن طاقتوں سے مستقل رابطے اور ان سے سازباز کرکے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ چنانچہ اسرائیل جیسے رسوائے زمانہ اور مسلمانوں کے کھلے دشمن کے ساتھ قادیانی جماعت کا خصوصی رابطہ ہے اور وہاں پر قادیانی مشن قائم ہے اور اسرائیلی فوج میں سینکڑوں مرزائی جوان تربیت حاصل کرکے مسلمان ممالک میں تخریب کاری کے لیے چلے جاتے ہیں۔

اب جبکہ اسرائیلی اور یہودی سازشوں کی وجہ سے ملک عزیز پاکستان میں نہ صرف قادیانی بلکہ فتنہ یوسف کذاب اور فتنہ گوہر شاہی اپنے پورے لاؤلشکر کے ساتھ دین' ملک اور ملت کے خلاف برسرپیکار ہے تو تمام مسلمانوں کا اولین فرض بنتا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہر طرح کا تعاون فرما کر بروز محشر رسول آخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق بنیں۔

ضروری گزارش

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث ہفت روزہ ختم نبوت شمارہ ۳۱' ۳۲ یکجا شائع کیا جارہا ہے' قارئین کرام اور ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (شکریہ)

قارئین ختم نبوت کو "ادارہ ختم نبوت" کی طرف سے عید مبارک

(ادارہ ختم نبوت)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS

عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP NO. 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE : 745543

ختم نبوۃ

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے کسی قسم کی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا جائے گا

فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے ژوب کے مسلمانوں کا مثالی کردار ایک نمونہ ہے

(حاجی شیخ غلام حیدر)

ژوب (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب بلوچستان کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶/ ستمبر کو جامع مسجد مرکزی ژوب شہر میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس کے امیر حاجی غلام حیدر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

جس سے خطاب کرتے ہوئے حاجی غلام حیدر نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کو دین اسلام میں ایک بنیادی عقیدہ کی حیثیت حاصل ہے اور یہ عقیدہ ایمان کے لئے ایک روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عقیدہ کے بغیر مسلمان کا کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں۔ اس لئے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر دور میں فدایان ختم نبوت نے اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ ژوب کے مسلمان اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ جب فتنہ قادیانیت نے ژوب میں قدم رکھنے کی ناکام کوشش تو اہل ژوب نے بہادری اور جرأت کے ساتھ اس فتنہ کو ژوب میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ آج بھی اگر اسلامیان پاکستان اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ژوب کے مسلمانوں کی تقلید کریں تو قادیانی فتنہ چند دنوں میں ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ)

○

روزہ اسلام قبول کرنے کا سبب بن گیا

مرسلہ: ابو سجاد

ایک روز میں آرنہم کے وسیع و عریض جنگل میں گھوم رہا تھا تھک کر درختوں کے جھنڈ میں ایک بنچ پر بیٹھا تو قریب کے بنچ سے دھیمی دھیمی خوش الحان آواز میں سورہ رحمٰن کی تلاوت کی آواز آئی۔ ایک نہایت خوش پوشاک فرنچ کٹ سفید ڈاڑھی والا ڈچ آنکھیں بند کئے ہوئے جھوم جھوم کر سورہ رحمٰن کی قرأت کر رہا تھا۔

جب وہ فارغ ہوا' تو میں نے اٹھ کر السلام علیکم کہا اس نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر جواب دیا۔

"کیا آپ ڈچ مسلمان ہیں؟" میں نے پوچھا اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا' اس کا نام عبداللہ ڈی ہوگ تھا۔

جب اسے معلوم ہوا کہ میرا وطن پاکستان ہے' تو وہ بہت خوش ہوا اس نے بتایا کہ اسلام کا تحفہ اسے کراچی میں نصیب ہوا تھا وہ پہلے ڈچ نیوی میں اعلیٰ افسر تھا' وہاں سے قبل از وقت فراغت حاصل کر کے وہ مرچنٹ فلیٹ میں شامل ہو گیا اور ایک کارگو شپ کا کپتان بن گیا۔ یہ جہاز مشرقی بندرگاہوں اور یورپ کے درمیان سامان ڈھوتا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں ایک بار اس کا جہاز کراچی کی بندرگاہ پر کچھ سامان لدوانے کے لیے رکا گرمی اور حبس کا موسم تھا۔ سامان لادنے والے مزدور پسینے میں شرابور تھے' جہاز کے عملے نے انہیں ٹھنڈا پانی دیا' تو سب نے پینے سے انکار کر دیا کیونکہ ان کا روزہ تھا۔

ایک بوڑھے مزدور پر ڈی ہوگ کو بڑا ترس آیا جو گرمی' حبس اور سامان کے بوجھ تلے بدحال ہو رہا تھا دوسروں کی نظر سے بچا کر وہ اس بڈھے کو اپنے کیبن میں لے گیا اور اسے ٹھنڈے جوس کا گلاس دے کر اشارے سے کہا کہ یہاں پر اسے کوئی نہیں دیکھ رہا وہ چپکے سے اسے پی لے۔ بوڑھے مزدور نے نفی میں سر ہلا کر جوس کا گلاس واپس کر دیا اور آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر اللہ اللہ کہتا ہوا کیبن سے باہر چلا گیا۔

ان دیکھے خدا کی ذات پر اس قدر مکمل' بے ابہام اور غیر متزلزل ایمان دیکھ کر ڈی ہوگ کا دل تو اسی وقت مسلمان ہو گیا تھا لیکن اس کے دماغ نے یہ تبدیلی ایک برس کے بعد قبول کی' اس ایک برس کے دوران اس نے اپنے جہاز کے عملے میں ڈچ زبان جاننے والا ایک انڈونیشی مسلمان عالم بھرتی کر لیا' اس سے انہوں نے قرآن شریف پڑھا حدیث سے واقفیت حاصل کی اور پھر قاہرہ کی ایک مسجد میں جا کر باقاعدہ اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد وہ دو برس اور مرچنٹ فلیٹ میں رہا لیکن اپنا اسلام خفیہ رکھا۔ اب ریٹائرڈ ہونے کے بعد وہ آرنہم کے قریب ایک گاؤں میں رہتے تھے ان کی بیوی بھی مشرف بہ اسلام ہو چکی تھی لیکن دو بچے جو ترک وطن کر کے آسٹریلیا میں آباد ہو گئے ہیں اس نعمت سے محروم رہ گئے تھے۔

(شہاب نامہ)

ختم نبوۃ

تبصرہ کتب

نوٹ: کتابوں پر تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا بھیجنا ضروری ہے۔ (ادارہ)

نام کتاب:۔ مجموعہ تقاریر شہید ختم نبوت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

ترتیب و تدوین:۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

صفحات:۔ ۳۶۸

قیمت:۔ ۱۶۰

کمپوزنگ کتابت:۔ خوبصورت ۶۸ گرام سفید کاغذ

ناشر:۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ خداوند قدوس نے اسلام کی دعوت و تبلیغ، عقیدہ ختم نبوت وناموس رسالت کے تحفظ، عظمت صحابہؓ کی نقابت اور اسلام کے دفاع کے لیے انھیں پیدا کیا تھا۔ آپؒ کی ساری زندگی دین اسلام کی حفاظت و تبلیغ میں گزری۔ دسیوں کتابیں تصنیف کیں، دسیوں عنوانات پر مضامین لکھے۔ جن کی ترتیب کے لیے ایک جماعت مصروف عمل ہے۔ آپ نے جہاں تصنیف و تالیف کے میدان میں شہرت حاصل کی وہاں آپ ایک موثر واعظ و خطیب بھی تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنھیں اللہ پاک نے اکابر علماء کرام کے ملفوظات وارشادات جمع کر کے کتابی صورت میں پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ قبل ازیں خطبات ختم نبوت کے نام سے مجاہدین تحریک ختم نبوت، قائدین تحفظ ناموس رسالت کے مواعظ وارشادات تین جلدوں میں، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی مجاہدانہ اور ولولہ انگیز تقاریر خطبات محمودؒ کے نام سے اور خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی سیرت وسوانح پر ضخیم کتاب لکھنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ یہ موصوف کی چھٹی پیشکش ہے۔ جس کی تقریب رونمائی اور پیش لفظ قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اور سید نفیس الحسینی مد ظلہم نے تحریر فرمائے۔ جبکہ جناب چوہدری یوسف علی ایڈووکیٹ لاہور نے حرفے چند کے نام سے اختتامیہ لکھا۔ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب سیرت وسوانح سے متعلق ہے۔ جبکہ دوسرا باب اصلاحی خطبات اور تیسرے باب میں رد قادیانیت کورس چناب نگر ۱۹۹۴ء کے لیکچرز شامل ہیں۔ یوں تو پوری کتاب ہی عظیم کاوش ہے لیکن تیسرا باب کتاب کا مغز ہے۔ محدود اسٹاک ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، لاہور، کراچی، گوجرانوالہ، بہاولپور، مانسہرہ سمیت تمام دفاتر سے دستیاب ہے۔ تمام تر خوبیوں کے باوجود قیمت =/۱۶۰ روپے ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔ بذریعہ منی آرڈر فرمائیں یا قریبی دفتر اور بک اسٹالوں سے طلب فرمائیں۔ وی۔ پی ہرگز نہ ہوگی۔

نام کتاب:۔ کلام المبین فی قرآن حکیم

ضخامت:۔ ۳۲ صفحات

قیمت:۔ درج نہیں

ناشر:۔ مبین ﷺ ٹرسٹ (وقف)

پوسٹ بکس نمبر ۴۰۷

اسلام آباد ۴۴۰۰۰، پاکستان

ادارہ مبین ٹرسٹ (وقف) اسلام آباد کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ ایک خود مختار اور پرائیویٹ ادارہ ہوتے ہوئے دینی تعلیمات، قرآن وسنت اور ضروریات دین کو امت مسلمہ کی بھلائی اور اتحاد کے لیے وقتاً فوقتاً اردو، عربی، انگریزی زبانوں میں عمدہ، دلکش اور خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ شائع کرتا رہتا ہے۔

زیر نظر کتاب سیریل نمبر ۲۷، میں قرآن حکیم کی وہ تمام آیات مبارکہ مع اردو ترجمہ حضرت مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ دو رنگا آرٹ پیپر پر شائع کی گئی ہیں جن آیات کا اختتام لفظ ''مبین'' پر ہوتا ہے۔ انتہائی خوبصورت چار رنگا سرورق پر ''مسجد قباء (مدینہ منورہ) کا دلکش اور جاذب نظر منظر کتاب کی خوبصورتی میں اور اضافہ کرتا ہے۔

مبین (صلی اللہ علیہ وسلم) ٹرسٹ وقف کی قاری کو قرآن حکیم کے قریب لانے کی سعی مسعود کو اللہ رب العزت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور کتاب ''کلام المبین فی قرآن حکیم'' کے قارئین کو خلوص دل کے ساتھ پڑھنے اور اس پر نیک عمل کرکے دارین کی کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار فرمائے۔ (آمین)

''ختم نبوت کے دیوانے ہیں ہم لوگ''

سید امین گیلانیؒ

ختم نبوت کے دیوانے ہیں ہم لوگ
شمع رسالتؐ کے پروانے ہیں ہم لوگ
حق کے لئے میدان میں ہم ڈٹ جاتے ہیں
آپ کے جانے اور پہچانے ہیں ہم لوگ
نیا نہ کوئی مذہب ہم چلنے دیں گے
دین پرانا، اور پرانے ہیں ہم لوگ
اہل زمانہ ہم لوگوں کی قدر کرو
حق حقیقی کے دیوانے ہیں ہم لوگ
لعل حسینؓ ہو، اشعر ہو یا گیلانیؒ
اور ہیں کچھ دن پھر افسانے ہیں ہم لوگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زندگی بھر کا دستور العمل

از: حضرت مسیح الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب جلال آبادیؒ

بیان فرمودہ: شفیق الامۃ حضرت مولانا محمد فاروق صاحبؒ سکھروی

حسن اخلاق اور حسن کلام، تقویٰ اور تواضع کے ساتھ

تقویٰ: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے۔

تواضع: یہ ہے کہ اپنے پر تعلّی وبڑائی کی نظر نہ ہو اور دوسرے پر حقارت ونفرت کی نظر نہ ہو۔

حسن اخلاق: کی تعریف یہ ہے کہ حلم ہو جس کو بردباری یعنی نرم بہ تاؤ کہتے ہیں۔

حسن کلام: کی تعریف یہ ہے کہ الفاظ شستہ وشائستہ اور نرم آواز کے ساتھ ہوں، اس پر گھر میں بھی عمل ہو اور باہر بھی۔ بس حسن اخلاق و حسن کلام کے ساتھ اعمال صالحہ کا اہتمام دل کی رغبت، اور برے اعمال سے اجتناب دلی نفرت کے ساتھ۔ زبان ذاکر، دل شاکر رہے اور غصہ پاس نہ آئے۔

حضرت مسیح الامۃؒ اپنی مجالس میں حسن ظن کی اکثر تاکید کیا کرتے تھے اور یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے:

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

فرمایا: "زمانہ بہت نازک ہے اس کو پہچاننے کی ضرورت ہے، کسی کو بھی اپنا بنانے میں جلدی نہیں کرنا چاہئے، نفاق عام ہو چکا ہے۔"

فرمایا: "دعا مانگنے والا محروم نہیں رہتا، اور ڈرنے والے کی حفاظت کی جاتی ہے۔"

فرمایا: "ہمت پر مدد کا وعدہ ہے جیسی ہمت ویسی مدد، پھر فرمایا حساب جو جو، ثواب سو سو۔"

عاقل وہ ہے جس میں موقعہ شناسی اور مردم شناسی ہو۔

فرمایا: "خوش رہو آباد رہو خوب پھلو، پھولو غم کھاؤ غصہ کھاؤ میٹھا کھلاؤ انشاء اللہ دنیا تمہارے قدم چومے گی۔"

اور حضرت شفیق الامۃؒ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

نظم قائم کیجئے اوقات میں   برکتیں پھر دیکھئے دن رات میں
مختنم ہے دولت عمر عزیز   کیجئے ضائع نہ لغویات میں

مولانا منظور احمد الحسینی (لندن)

REGD. NO. SS-160

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کیلئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

کے درج ذیل منصوبوں میں تعاون فرمائیں

اندرونِ ملک و بیرونِ ملک تبلیغی مشن اور مراکز کا قیام

پوری دنیا میں مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں اور قادیانیت کے سدباب کیلئے کوششیں

اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک مدارس اور مکاتیب قرآن کا مربوط نظام،

ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعے تبلیغی سرگرمیاں،

انٹرنیٹ کے ذریعے قادیانیت کے پروپیگنڈوں کا جواب،

اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت، گوہر شاہی اور یوسف کذاب کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے پیروی

اندرون ملک و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں اور سیمیناروں کا اہتمام

چناب نگر (ربوہ) میں مساجد اور دار المبلغین کا قیام

ردِ قادیانیت، نزولِ مسیح اور دیگر اہم موضوعات پر ہزاروں رسائل اور تصانیف کی اشاعت و تقسیم

ان تمام منصوبوں اور عقیدہ کے تحفظ اور قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانے کیلئے عطیات، زکوٰۃ، صدقات فطرہ کی رقوم سے بھرپور تعاون فرمائیں

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر: 514122
اکاؤنٹ نمبر 3464 UBL حرم گیٹ برانچ ملتان، پنجاب بینک 310 - 7734 NBL حسین آگاہی ملتان

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی فون 7780337-7780340
اکاؤنٹ نمبر 9-487 NBL نمائش برانچ - 927 ABL بنوری ٹاؤن برانچ، کراچی

ختم نبوت سینٹر 35-STOCKWELL GREE N LONDON.SW9. 9HZ. U.K. PHONE: 0171-737-8199.